سلسلہ اشاعت نمبر ۹

تناولی قوم کے غیور مجاہدوں کا تذکرہ اور سید احمد بریلوی
کی تحریک کا مستند ماخذ، سو سال بعد منظر عام پر

تاریخ تناولیاں

تصنیف

جناب سید مراد علی صاحب (علیگڑھی)
(منشی سرحد چوکی دربند ضلع ہزارہ)

تالیف
۱۸۷۵ء

ماہِ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ — اپریل ۱۹۷۵ء

ناشر

مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ لاہور
(کتابت شاہ محمد چشتی سیالوی قصور)
قیمت ۳/۰۰ روپے
مجلد

4/50

تعارف

آج سے ایک ہزار سال پہلے سلطان سبکتگین نے جہاد کرتے ہوئے مردان اور سوات کا علاقہ بدھ مت سے خالی کرایا تو غزنی کے درہ تانال سے اعوان، پٹھان اور سادات کرام کے سینکڑوں خاندان لا کر یہاں آباد کئے جو "تناولی قوم" کے نام سے مشہور ہوئے۔ ۸۸۹ھ/۱۴۷۲ء میں انہوں نے دریائے اباسین (اٹک) کے مشرقی کنارے آباد غیر مسلم ترکوں سے نبرد آزما ہونے کا فیصلہ کیا اور اس وقت کے ولی کامل اخوند محمد سلاق رحمہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر کامیابی کی دعا کی درخواست کی، ان کی دعا کی برکت سے چار ہزار تناولیوں نے بارہ ہزار غیر مسلم ترکوں کے مقابلے میں فتح پائی اور مانسہرہ اور تنکیاری تک کا علاقہ فتح کر لیا۔

درۂ تانال کی نسبت سے اس علاقہ کا نام تناول (تنول) رکھا گیا جو لوئر اور اپر تنول میں منقسم ہوا، پلال برادری کی ریاست ۱۷۴۳ء تک باقی رہی، بعد ازاں باہمی اختلاف کی وجہ سے جاگیروں میں بٹ گئی۔ ہندوال برادری کے آخری منتظم نواب فرید خان ابن نواب خان زمان خان ابن محمد اکرم خان تھے۔ ۱۹۵۰ء میں حکومتِ پاکستان نے اس ریاست کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ جناب سید مراد علی علیگڑھی، منشی دربند (ہزارہ) نے پیشِ نظر کتاب انگریزی ملازمت کے دوران لکھی اور خان محمد اکرم خان تک کے حالات کتبِ تاریخ اور عمر رسیدہ لوگوں سے معلوم کر کے نہایت محنت و تحقیق سے مرتب کئے ہیں۔

اس کتاب کے مطالعہ سے جہاں تناولی قوم کے مجاہدانہ کارناموں اور اسلام کے لئے جانثاری اور قربانی کے حیرت انگیز واقعات کا علم ہوگا وہاں بہت سے رازہائے سربستہ کا انکشاف ہوگا جن کے چھپانے کے لئے بہت سے لوگوں نے دیانت کو قربان کر دیا۔ تناولی قوم کے عظیم فرزند سردار پائندہ خان نے ہری سنگھ اور دیوان سنگھ کو پے در پے شکست دے کر رنجیت سنگھ کو لرزہ براندام کر دیا تھا۔ ۱۸۳۰ء میں سید احمد بریلوی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی نے پشاور، مردان اور سوات کی مسلم آبادی کو بزورِ شمشیر محکوم بنا کر سردار پائندہ خاں کو پیغام بھجوایا اور خود دل کر بھی بیعت کی دعوت دی۔ جب وہ بیعت پر تیار نہ ہوا تو سید صاحب نے اس پر کفر کا فتوےٰ لگا کر چڑھائی کر دی چونکہ سردار مذکور کی تمام تر توجہ سکھوں کی طرف تھی اور وہ ذہنی طور پر اس نئی جنگ کے لئے تیار نہ تھا اس لئے اسے شکست کھا کر علاقہ خالی کرنا پڑا۔ اس نے شکست کا بدلہ لینے کے لئے دوبارہ صف بندی کی اور اپنا بیٹا یرغمال رکھ کر سکھوں سے مدد لے کر سید صاحب کے لشکر پر حملہ کر دیا اور انہیں علاقہ چھوڑ کر بالاکوٹ کی طرف جانے پر مجبور کر دیا۔ غالباً مسلمانوں اور سکھوں نے مشترکہ طور پر تعاقب کر کے سید صاحب اور ان کے لشکر کو بالاکوٹ میں تہس نہس کر دیا۔ سردار پائندہ خاں اس طرف سے فارغ ہو کر حسبِ سابق پھر سکھوں کے ساتھ معرکہ آرا ہوا اور انہیں متعدد دفعہ شکست دی۔

افسوس کہ اُن بہادر اور غیور تناولی مسلمانوں کے مجاہدانہ معرکوں کو کما حقہٗ محفوظ نہ کیا گیا۔ مشہور مؤرخ غلام رسول مہر نے "تحریک بالاکوٹ" کا جائزہ لیتے ہوئے نہ معلوم کس مصلحت کے تحت "تاریخ تناولیاں" ایسے قدیم ماخذ کو یکسر نظر انداز کر دیا۔ غالباً یہ کتاب ان کی خود ساختہ کہانی کے مطابق نہ تھی۔

جناب محمد عالم مختار حق صاحب زید مجدہ نے اپنے ذاتی نسخے کو سامنے رکھ کر پیشِ نظر کتاب کی تصحیح بڑی محنت سے کی ہے اس کتاب کا ایک نسخہ پنجاب پبلک لائبریری میں بھی محفوظ ہے۔

محمد عبد القیوم جلوال (تناولی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زیبِ سرِ نامہ ہے حمدِ خدا	خالقِ کل داورِ ارض و سما
جس نے محمّد کو گرامی کیا	خطبۂ لولاک سے نامی کیا

اما بعد سیّد مراد علی بن سیّد عنایت علی قدیم متوطن شہر کوئل عرف علی گڈھ وارد ضلع ہزارہ و محرّر جیل کی دربند ضلع مذکور خدمت میں اربابِ علم و ہنر اور قدر دانانِ تاریخ و سیر کے عرض کرتا ہے کہ ہمیشہ سرکار انگریزی مُربّی اور مُروِّج علومِ گوناگوں کی متّفی اور رہے، مدارس اسکول ہر قسم کے جا بجا شاہدِ حال ہیں خصوصاً فنِ تاریخ نے اس زمانہ میں وہ فروغ پایا کہ ہزاروں برس کے حالات کو آئینہ کر دکھایا، ہر شخص ہر سلطنت اور دولت کے احوال سے بخوبی آگاہ ہوا، تاریکی سے نجات پائی، بر سرِ راہ آیا، سر رشتہ تعلیم ممالک مغربی و شمالی و پنجاب سے حسبِ منشا سرکار مصنّفوں کو معقول انعام عنایت ہوئے، حسبِ دلخواہ قدردانی ہوئی۔ اسی طرح صاحب رجسٹرار یونیورسٹی کالج لاہور نے تصنیف و تالیف کی رغبت دلائی، انعام و صلہ کا وعدہ فرمایا۔ ماہِ اکتوبر ۱۸۷۲ء میں راقم حروف سرحد علاقہ تنول پر مامور کیا گیا۔ اس ملک میں جنگِ تناولیاں کا عبرت خیز اور حیرت انگیز سانحہ گزر چکا ہے مگر آج تک کسی مصنّف نے اسکو کما حقّہ بہ تحقیق و تفحص تمام قلمبند نہیں کیا، نظر براں بامید جوہر شناسی سرکار دولتمدار نیاز مند نے کمال

کوشش وجانفشانی عمل میں لاکر بدریافت زبانی مردم دیرینہ سال جن کی عمریں سَو سَو برس سے زیادہ ہیں اور وہ اکثر معرکوں میں بذاتِ خود شریک تھے اور نیز بہ معاینہ کتاب تذکرہ معتمان ملکی کہ ان کی کتاب میں بطورِ یادداشت بہ سبیلِ اختصار کچھ کچھ حالات مندرج تھے۔ اس کتاب تاریخِ تناولیاں نام کو چار باب میں بہ تفصیل آئندہ مرتب کیا۔ امید ہے کہ عموماً کل ممالک اور خاص اس ضلع اور اضلاعِ قریبہ کے طالب علم اس کے مطالعہ سے حظِ وافر اٹھائیں گے۔ علمِ تاریخ میں دل لگی کا محاورہ درست ہوگا مگر جب تک کہ میری تصنیف حضّام باحترام نواب فریدون فردارا افسر سکندر بخت جمشید تخت صاحبِ سیف و علم، داورِ گردوں حشم جامع کتاب تجارت لے دس جناب مسٹر آر ایچ ڈیوس صاحب بہادر لفٹیننٹ گورنر ممالکِ پنجاب دام اقبالہ و اجلالہ کی نظر کیمیا اثر سے گزر کر خلعتِ قبول نہ پائے ہرگز مقبول نہ ہوگی کیونکہ مقولہ قدیم ہے اَلنَّاسُ عَلیٰ دِینِ مُلُوکِھِم۔ بہر حال فضلِ خدا سے امید ہے کہ حضور ممدوح نظرِ عاطفت مبذول فرماکر میرے تحفہ حقیر کو منظور فرمائیں گے اور دعاگوئے دولت صلہ اور جائزہ شاہانہ سے محروم نہ رہے گا۔ خاتمہ اس تاریخ کا بماہ مئی ۱۸۷۵ء عہد دولت مہد، عادل زماں، نوشیروان جہاں، رعیت پرور دادگستر جناب مسٹر واٹر فیلڈ صاحب بہادر دام تو اِلہٗ ڈپٹی کمشنر ضلع ہزارہ میں ہوا۔

فہرست ترتیبِ کتاب

باب اول پانچ داستان پر مشتمل ہے

پتہ پلالاں۔ داستانِ چہارم ذکر اولاد چارا خان پتہ ہندوال۔ داستان پنجم ذکر قتل سردار ہاشم علی خان بابیما سردار احمد علی خان پلال۔

باب دوہم نو داستان پر حاوی ہے

داستانِ اول جانا نواب خان کا بہ طلب کمک و بخدمت سردار عظیم خان درّانی، داستان دوہم متمکن ہونا نواب خان کا اوپر ریاست کے۔ داستانِ سوہم شیفتگی سردار احمد علی خان بر مسماۃ خانی قوم گاذرونار اضی پتہ پلالاں۔ داستانِ چہارم لشکر کشی نواب خان بر سردار احمد علی خان بعیوض خون سردار ہاشم علی خان برادرِ خورد۔ داستان پنجم قتل سردار احمد علی خان بابیما، سربلند خان و قید کر کے لے جانا عیال و اطفال و شیر محمد خان فرزند سردار مقتول داستان ششم رہائی پانا عیال و اطفال سردار احمد علی خان مقتول از قید سربلند خان بسعی سردار نواب خان پتہ ہندوال۔ ساتویں داستان ذکر لشکر کشی نواب خان ہندوال سربلند خان بموضع پرسالہ و بیڑ و بھوہار۔ آٹھویں داستان ذکر لشکر کشی عنایت اللہ خان سواتی باعث تنازعہ سرحد بہ مقابلہ سردار نواب خان پتہ ہندوال۔ نویں داستان جنگ عظیم خان دُرانی بہ ہمراہ سردار نواب خان اور غرق کرانا اس کو دریا لنڈا میں۔

باب سوہم پندرہ داستان کا مجموعہ ہے

داستان اول قائم ہونا ریاست انب پر پائندہ خاں کا ۱۸۱۷ء و عطا پرگنہ شنکلی بر سردار مدد خان و تولد ہونا عبداللہ خان کا۔ دوسری داستان عزم تسخیر ملک ہزارہ مہاراجہ رنجیت سنگھ و قتل سردار مکھن سنگھ

وجنگ محمد خان قوم ترین۔ تیسری داستان حالاتِ جنگ سردار امر سنگھ از سردار محمد خان قوم کرّال اور قتل ہونا اس کا۔ چوتھی داستان روانہ ہونا سردار ہری سنگھ سپہ سالار کا کشمیر سے بنا بر تسخیر ملک ہزارہ ۱۸۲۱ء میں۔ پانچویں داستان جنگ سردار ہری سنگھ ہمراہ سربلند خاں و قتل ہونا شیر محمد خان فرزندش۔ چھٹی داستان جنگ رئیساں ہزارہ و شکست دینا سردار ہری سنگھ کو بمقام ہڑنارہ و حال آمد مہاراجہ رنجیت سنگھ بنا بر تنبیہ سرکشاں۔ ساتویں داستان حالات یورش پایندہ خان بر قلعہ دربند بہ کمک حسن زیان و مداخیلاں ۱۸۲۵ء میں آٹھویں داستان شبخون مارنا پایندہ خان کا اوپر تربیلہ کے ۱۸۲۶ء میں۔ نویں داستان جنگ خلیفہ سیّد احمد بریلوی و مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی اور مفرور ہونا پایندہ خان کا۔ دسویں داستان جنگ پایندہ خان بہ کمک لشکر سکھاں از لشکر خلیفہ اور فرار ہونا لشکر خلیفہ کا قلعہ چھتری بائی سے۔ گیارہویں داستان جنگ پایندہ خان ہمراہ لشکر سکھاں بمقابلہ قلعہ قادر آباد و بیان مقید رہنا جہانداد خان کا تا ہفت سال بمقام لاہور بارہویں داستان جنگ پایندہ خان از سردار دیوان سنگھ قلعہ دار بہار و کوٹ و بیان قتل سردار مسطور ۱۸۳۵ء میں۔ تیرھویں داستان حال آمد طوفان دریائے اباسندھ ۱۸۳۶ء میں۔ چودھویں داستان حال آمد مہاراجہ گلاب سنگھ و عطاء ملک تنول بہ سردار مدد خان برادر خورد پایندہ خان۔ پندرھویں داستان جنگ پایندہ خان از سکھاں و شکست کھا کر فوت ہونا اس کا۔

باب چہارم اسمیں آٹھ داستان ہیں

داستان اول ذکر دستار بندی جہانداد خان و قائم رکھنا پرگنہ بھلڑہ کا واسطے گزارہ سردار مدد خان

داستان دوم قائم ہونا ریاست پر جہانداد خان کا ۱۸۴۰ء میں۔ تیسری داستان شورش رئیسان ہزارہ اور فراہم ہونا مولراج کا معہ لشکر و حال قتل قاضی غلام احمد۔ چوتھی داستان قائم ہونا ریاست انب پر محمد اکرم خان بن جہانداد خان۔ پانچویں داستان واقعہ جنگ اگروڑ بمشاہدہ بہادری و عطا ہونا خطاب نوابی و اپس لئے کا بہ محمد اکرم خان چھٹی داستان وفات سردار مدد خان۔ ساتویں داستان وفات نواب خان بن سر بلند خان پنہ پلال معہ شجرہ تناولیاں۔ آٹھویں داستان حالات ریاست پھوہار معہ حالات بہرام خان و معہ کرسی نامہ۔

باب اوّل محتوی بر پنج داستان آغاز داستان حال آمد تنولیاں

زبان کھول اے کلک شیریں سخن — کہ ہو تازہ تر داستانِ کہن
وہ احوال دلچسپ کر تو رقم — نہیں جس سے واقف کسی کا قلم
دُرِ سفتہ کا پھر پرونا عبث — گرانمایہ اوقات کھونا عبث
کہ کیونکر بزرگان تانالیوی[1] — ہوئے قابضِ ملکِ لی بہاولی
ہوئے کس طرح گرم جنگ و مصاف — کیا کس طرح ملک ترکوں سے صاف
کیا کس طرح ملک کا بند و بست — زبردست کیونکر کئے زیر دست
مددگار ہو لطفِ پروردگار — مفصل لکھے حال نامہ نگار

راویانِ خوش بیان اس داستانِ دیرینہ کو یوں بیان کرتے ہیں کہ پہلے ملک سوات و بدنیر و چھلہ و کوہ مہابن میں تا کنارہ دریا اٹک بت پرست آباد تھے ۹۷۱ء مطابق ۳۸۰ھ میں سلطان محمود بن ناصر الدین سبکتگین نے کہ جملہ بادشاہانِ سابق سے عظیم الشان اور صاحبِ اقبال اور دیندار مشہور ہے

---

[1] اس قوم کو تنولیاں و تناولیاں و تانالیویاں کہا جاتا ہے ۱۲

بعد فتح ملک ماوراء النہر بُت پرستوں کو بہ تیغِ اسلام تا دریا اٹک نیست و نابود کیا اور بہت سا مالِ غنیمت ہاتھ آیا اور واسطے آبادی و رواج طریقہ اسلام اُس ملک کی تا نال درہ سے کہ یہی وجہ تسمیہ قوم تنولی کی ہے اور مابین غزنیں و کابل کے یہ درہ اس زمانہ میں مشہور تھا۔ وہاں سے پانچ ہزار قوم مغل و افغاناں و سید وغیرہ معہ عیال و اطفال ملک سوات و بدنیر و چملہ وغیرہ میں جائے پسندیدہ پر آباد کئے۔ ان میں سے انور دین خان بن بہرام خان قوم مغل کو کہ رئیس معزز و پرہیز گار تھا، حاکمِ ملکِ سوات مقرر کیا کہ وہ حکمرانی کرنے لگا القصہ انور دین خان سے تا امیر محمد خان المعروف بیر دیو بمعنی ترکیبی بر اور فوت والا سات پشت تک یعنی اول انور دین خان پھر اس کا بیٹا بھنکارا خان پھر اس کا بیٹا بھیک خان پھر اس کا بیٹا لکھن خان پھر اس کا فرزند چند خان پھر اس کا بیٹا بالا خان پھر اس کا امیر محمد خان بیر دیو ۲۳۲ اء مطابق ۶۴۹ھ تک حکمران سوات رہے اور شجرہ نسب ان کا اخیر اس رسالہ کے جیسا کہ دستیاب ہوا گزارش ہوگا۔ اب جاننا چاہیے کہ امیر محمد خان بیر دیو کے چھ فرزند تھے: پال خان، ہند خان، تھکہ خان، گُل خان، بھوج خان، ارگن خان۔ بعد وفات امیر محمد خان پال خان فرزند کلاں اس کا حکمران ملک سوات کا ہوا۔ ملک نگرہار میں افغانوں سے شکست کھا کر معہ لشکر جرود میں آیا اور وہاں بسبب یاوری اقبال باندک جنگ ملک جرود پر قابض ہوا۔ پانچ پشت تک یعنی پال خان پھر اس کا بیٹا فرخان، پھر اس کا بیٹا الیاس خان، پھر اس کا بیٹا زریں خان پھر اس کا بیٹا خان فردش خان ملک جرود و یوسف زئی پر حکمران رہے۔ اولاد پال خان فرزند کلاں امیر محمد خان سے خیل پلال اولاد ہند خان سے پتہ خیل ہندوال معروف ہوئے۔ سرانجام ۱۴۷۲ء مطابق ۸۸۹ھ میں کہ اس وقت سلطان بہلول لودھی بادشاہ

دہلی تھا۔ خان فروش خان نے ملکِ جمرود میں ہاتھ افغاناں سے شکست کھا کر معہ چار ہزار لشکر موضع عشراہ کنارہ دریائے اباسندھ کی قیام کیا۔ زاں بعد بہ تنازعہ زمین باغ موسومہ ٹاٹی کاریٹر کہ اب وہ زمین دریا بُرد ہے ممارا خان بن لابی خان نے کہ مرد شجاع وصاحبِ داعیہ تھا۔ سردار خان فروش خان بن زرین خان کو زخمی وہلاک کرکے آپ سردار ہوا۔ اس وقت پتہ پلال وہندوال کے بموجب تفصیل ذیل چار چار خیل تھے :

پتہ پلال چار خیل : علی سال، دفرال، بینکریال، تتیال

پتہ ہندوال چار خیل : جمال، سہاریال، بوہال، جلوال

اب خیل پلال وہندوال کی بسبب کثیر الاولاد کے بہت ہیں جو کہ اثنائے راہ میں مولوی محمد ابراہیم قوم لودھی عالم متبحر بھی بعد شکست جمرود ہمراہ لشکر تنولیاں کے ہوا تھا۔ چنانچہ تنولیاں نے باتفاق سرداران لشکر و مولوی محمد ابراہیم بعد دریافت حال ملک ازدی اباسندہ صلاح عبور دریا جہت ملک گیری وجنگ ترکاں کری۔ سب سے اول مولوی محمد ابراہیم نے کہا کہ اخوند محمد سلاق کابل گرادیں ولی زمانہ ومجیب الدعوات ہے۔ اُن کی مدد دعا درگاہ باری تعالےٰ میں کرا کر عبور ہونا چاہیئے۔ سب اہلِ مجلس نے یہ صلاح پسند کری بلکہ محمد ابراہیم کو بخدمت اخوند محمد سلاق کے بھیجا کہ وہ بہ منت وسماجت اخوند موصوف کو موضع عشراہ میں لایا۔ سردار ممارا خان پلال و سردار چاڑا خان ہندوال نے بہت تواضع وخاطرداری کرکے استمداد دعا کرے۔ المختصر اخوند نے بعد از دعا ایک پیش قبض سردار ممارا خان کو اور سردار چاڑا خان کو ایک تلوار اپنے پاس سے عطا کی اور یہ کہا کہ بسم اللہ جاؤ، خدا تم کو فتح دے گا۔ ایک قرآن مجید اور ایک چھوہارا اخوند موصوف نے

مولوی محمد ابراہیم کو بخشا اور واپس چلا گیا۔ القصہ تناولیاں نے عبور دریائے اباسندہ ہوکر ڈیرہ لشکر کا زیر دامن کوہ بلندی پر جائے غیر آباد میں کر کے اس جگہ گاؤں آباد کیا نام اس کا ڈیرہ رکھا۔ ترکوں نے خبر عبور لشکر تنولیاں سُنکر معہ بارہ ہزار لشکر کے گلی وباغ سے بارادہ جنگ آئے اور تنولیاں سے کنارہ دریائے اباسندہ میدان میں جنگ کری جو کہ تنولیان کو دعا مرشد کامل کی تھی صرف چار ہزار سپاہ سے اوپر بارہ ہزار لشکر ترکاں کے غالب آکر فتحیاب ہوئے اور ترک میدان سے فرار ہوئے اس وقت یہ ملک غیر آباد تھا ملک ترکوں کا نا مانسہرہ قبضہ تنولیاں کے ہو گیا بعد فتح ایک جلسہ کیا نام اس ملک غیر آباد کا بسبب محبت نام تانال درہ کی تنول رکھا۔ اسی سبب سے اس قوم کو تنولی تناولیاں و تانالوی کہتے ہیں اور اتفاق قوم سے بعد تقسیم ملک حدیں مقرر کریں چنانچہ حد ملک پلال و ہندال کی کٹھ پانی تکیہ انبہ بہن کا ٹیڑھی یعنی کٹھ پانی تکیہ مسطور سے قطب رو یہ حد قوم ہندوال کی اور اس طرف حد پلال کی مقرر ہوئی۔ اس وقت سردار ممارا خان پنہ پلال و سردار چاڑا خان پنہ ہندوال کا تھا چنانچہ ہر دو سرداراں نے اپنی اپنی قوم کو اپنے اپنے علاقہ میں موقعہ پہ آباد کیا اور ممارا خان نے جائے پسند کر کے موضع بھوہار میں اور چاڑا خان نے سکونت گلی میں اختیار کری اور مکانات عمدہ عمدہ امیرانہ تعمیر کرائے اور حکمرانی اپنے اپنے ملک میں کرنے لگے اب اس زمانہ میں یعنی فی الحال ملک تنول تین جگہ پہ تقسیم ہے۔ کچھ علاقہ شامل تحصیل مانسہرہ اور کچھ تحصیل ہری پور ہو گیا ہے اور اس میں اکثر اقوام پلال کی جاگیریں مقرر ہیں اور باقی ملک پر عالی جاہ نواب محمد اکرم خان بہادر والیٔ انب مدد خان والی پھلرہ باختیار اپنی ریاست موروثی پر متمکن ہیں۔ اس ملک تنول میں ستر و پردہ شاذ و نادر ہے بسبب اتفاق ایک دوسرے سے پردہ نہیں کرتا اور جو ۱۸۷۲ء میں چار ہزار تنولی

عبور دریا باسندہ اس طرف کو ہوئے تھے اس وقت ان کی اولاد چالیس ہزار سے متجاوز تھی کیونکہ عورتیں یہاں کی بسبب آب و ہوائے ملک و کثیر الاولاد ہوتی ہیں اور مرد تنومند جنگ آور اور جسیم ہوتے ہیں چنانچہ افضل العلماء اخوند درویزہ صاحب اپنے تذکرہ میں یہ عبارت نسبت تناولیاں کے تحریر فرماتے ہیں **قولہ** مردمان تناولیاں از تانال درہ آمدہ اللہ از مردمان صاحب جرأت و شمشیر زن ہستند۔

دوسری داستان بیان اقتدار پتہ پلالاں

سردار ہمارا خان بڑا دانا اور سخی دریا دل تھا۔ اپنی فہم فراست سے ایک رواج درباب انتظام ریاست اقوام تناولیاں میں مقرر کیا چنانچہ اب تک وہ رواج قوم تناولیاں میں جاری ہے غرضیکہ تاحین حیات سردار ہمارا خان پھر اس کا فرزند قبول خان بعد اس کے بہادر خان فرزند قبول خان اپنی حیات میں خیل پلالاں پر حکمران رہے۔ ۱۷۴۳ء مطابق ۱۱۶۰ھ میں کہ اس زمانہ میں محمد شاہ بادشاہ دہلی تھا۔ مسند حکومت مذکور نے زبردست خان ابن بہادر خان کی ذات والاصفات سے رونق پائے اس سردار کی پیشانی پر نور شجاعت و سخاوت اور رعب خداداد ظاہر تھا بیت تنومند زور آور و پہلوان۔ نہ تھا اس کی ثانی کوئی نوجوان، بلکہ اس زمانہ میں صغیر و کبیر جود و سخاوت کے ضمیر کو صرف اس خوش تدبیر کی طرف راجع کرتے تھے جن روزوں ۱۷۷۳ء مطابق ۱۱۹۰ھ میں احمد شاہ بادشاہ دُرّانی بن محمد زمان خیل ابدالی بعد تاخت و تاراج کشمیر افواج گراں اور شوکت فراواں کے ساتھ جناب معظم الملک ہندوستان کی طرف نہضت فرما ہوا تھا۔ اس وقت عزیز الدین عالم گیر ثانی بادشاہ دہلی تھا۔ مختصر اثناء راہ میں متصل مظفر آباد زبردست خان معہ چند سواران

ہمراہی باریاب بارگاہ سلطانی ہو کر کورنش بجالایا۔ بادشاہ احمد شاہ نے فرمایا بیت

چہ نامی تو اے پہلوِ نوجواں　　ترا خرمی بادشاداں رواں

زبردست خان خوش بیان اور شیریں زبان آدمی تھا مودبانہ عرض کیا

ابیات

کہ ہوں زیردستِ شہِ کامراں　　مگر نام احقر زبردست خان

غلام درِ دولتِ شہریار　　رئیسِ تناول ہوں خدمت گذار

سپاہی کا بیٹا سپاہی ہوں میں　　دعاگوئے دیہیم شاہی ہوں میں

سنا شاہ کا جب سے متھرا کا عزم　　تمنا یہی ہے میرے دل میں جزم

کہ خادم بھی ہمراہ لشکر چلے　　بجائے قدم راہ میں سر چلے

سنا شاہ نے جب یہ اس کا کلام　　فزوں تر کیا پایۂ احترام

خوشی طبع شہ کو نہایت ہوئی　　اسی وقت کرسی عنایت ہوئی

الغرض زبردست خان آداب بجالا کر مثل حرف مراد کرسی پر بیٹھ گیا۔ دیر تک مابین شاہ و سردار ہر طرح کی گفتگو ہوتی رہی۔ آخر طلائی عقیدت رئیس موصوف کو محک ضمیر سلطانی نے بجمیع وجوہ خالص پایا۔ زبردست خاں کو زیردست شاہ ولی خان وزیر سپہ سالار لشکر درانی فرمایا۔ راوی کہتے ہیں کہ بھاگو خاں رئیس پنجتار بھی بموجب حکم بادشاہ ہمراہ لشکر ہوا، چنانچہ ہمرکاب لشکر ظفر پیکر قتل و غارت متھرا و نیز معرکہ جنگ مہاراجہ سورج مل والی بھرت پور میں خدمات شائستہ ظہور میں آئیں جس سے شاہ درانی نہایت محظوظ اور ثناخوان ہوا اور بجلدوئے نیکو خدمتی و جانبازی خلعت و انعام و جاگیر

بارہ ہزار روپیہ سالانہ بعلاقہ کشمیر عطا فرمایا اور نقارہ ونشان اور فرمانِ شاہی مُشعر بہ خطاب صوبا خان مرحمت فرما کر رخصت کیا اور اسی طرح بھبا گو خان رئیس بنجبار کو بعد عطاءِ انعام و اکرام بیکراں کے روانہ وطن کیا اور خود احمد شاہ بادشاہ نے براہِ راست کابل کا رستہ لیا جبکہ صوبا خان فائز المرام منزل بہ منزل ملک تنول میں پہنچا نقارہ و نشان عطیہ شاہی موضع مانگل میں زینت افزا ہوا۔ صبح و شام نوبت بجتی تھی۔ اس چشمۂ فیض نے موضع مانگل میں ایک پختہ تالاب بنوایا تھا اور دختر نیک اختر صوبا خان کی شادی سردار ہیبت خان فرزند گل محمد خان قوم ہندوال سے ہوئی تھی۔ قصہ مختصر مدت تک صوبا خان زیب مسند حکومت و اقبال رہا اس کے دم تک کسی نے سر نہ اٹھایا فساد نہ ہونے پایا تدبیر تقدیر موافق رہی اور رعایا علاقہ اس سردار کی شاد و خرّم رہ کر نقارۂ شادمانی شب و روز بجاتی تھی ۱۲۸۲ھ مطابق ۱۱۹۹ء میں عمر رسیدہ ہو کر صوبا خان نے دستارِ سرداری فتح شیر خان فرزند کلاں کو بخشی اور محمد خان کو ملک آگروی سرن کا بخشا، بعد اس کے فوت ہوا، موضع پھوہار میں دفن کیا۔ ابیات

یہ سب نامدار اور شیرِ زمیں۔ ہیں مدت سے مدفون بہ زیرِ زمیں ؛ لشکر نہ دولت نہ حشمت نہ زر۔ نہ نوبت نہ رایت نہ گھر اور نہ در ؛ نہ حکم و سیاست نہ مال و متاع۔ نہ جولانِ میدانِ جنگ و نزاع کیا تو نے مردوں کو زندہ مراد۔ رہے گا زمانہ میں یہ حال یاد ؛

تیسری داستان برہمی و نااتفاقی بیتہ پلالال

بعد وفات صوباخاں کے محمد خان فرزند صوبا خان نے اوپر تقسیم ملک باپ کے قناعت نہ کر کے لشکر فراہم کیا اور معرکہ جنگ میں فتح شیر خان برادر کلاں اپنے کو شکست دیکر آپ سردار بیتہ پلالال ہوا فتح شیر خان

و دیگر برادران اس کے آنزدی دریائے اباسندہ فرار ہو کر موضع کھبل میں سکونت پذیر ہوئے جبکہ ریاست پدری پر محمد خان نے پورا تسلط کر لیا تو انواع انواع رعایا پر ظلم کرنے لگا چنانچہ باشارہ وصلاح فتح شیر خان محمد خان ہاتھ قوم پلالاں سے قتل ہوا۔ باستماع اسکے فتح شیر خان کھبل سے آکر ریاست پدری پر قائم ہوا جو کہ فتح شیر خان مرد سنجیدہ و صاحب تدبیر تھا واسطے رفع تنازعہ برادران محمود خان و سرفراز خان کو پرگنہ شینگری آنزدی دریائے سرن کا بخشدیا اور اشرف خاں موضع گڑامڑی ملحقہ تنول عطا کیا۔ محمود خان نے سرفراز خاں برادر اپنے سے جنگ کری۔ فتح شیر خان نے بامداد لشکر محمود خان کو گرفتار کر کے بعد لینے سلاحات کے حد تنول سے نکال دیا اور کل پرگنہ شینگڑی بسبب متابعت سرفراز خان کو بخشا کیونکہ سرفراز خان بہ نسبت دیگر برادران معاملہ رس بلند حوصلہ و سخی تھا۔ القصہ محمود خان موضع ڈاڑی میں منتظر وقت موقع بیٹھا رہا، اور بعد وفات فتح شیر خان گل شیر خان ۱۸۰۰ء میں سردار ہوا، ساتھ حلیمی فراخ کے ہمراہ برادران و رعایا کے سلوک کرتا رہا جبکہ گل شیر خان فوت ہوا موضع ڈیرہ میں دفن کیا۔ ایسے وقت میں اعظم خان فرزند فتح شیر خان نے قابو پاکر خود بخود بزور شمشیر سردار پلالاں کا ہوا۔ اس نے سکونت بیڑ میں اختیار کری اور پرگنہ کولائی و بدہنک پار دریائے سرن کے احمد علی خان فرزند گل شیر خان کو واسطہ رفع فساد کے بخشا جو کہ محمود خان فرزند صوبا خان موضع ڈاری میں جس کو فتح شیر خان نے بعد لینے سلاحات کے تنول سے نکال دیا تھا منتظر قابو بیٹھا تھا۔ اعظم خان فرزند فتح شیر خان برادر زادہ اپنے کو قتل کر کے آپ سردار پلالاں ہوا چند سال ریاست پر حکمران رہا، بعارضہ بیماری سل فوت ہوا۔ موضع ڈاری میں دفن کیا۔ ان روزوں میں سردار احمد علی خان فرزند گل شیر خان

موضع ڈیرہ میں تھا بعد فوت سردار محمود خان یکایک غرور و نخوت دماغ خانِ موصوف میں یہ سمایا کہ کوئی سردار پتہ قوم پلال و ہندوال میں نہ رہے. شب و روز درپے اس تدبیر کا ہوا، چنانچہ موقع پر حال اس کا گذارش ہوگا.

چوتھی داستان ذکر اولاد چاراخان بن منی خان پتہ قوم ہندوال

پتہ ریاست ہندوال میں نیک سلوک رہا. اب تک یہ ریاست بدستور قائم ہے چنانچہ سردار چاراخان سے لے کر تا سردار غیرت خان چار پشت تک موضع گُل علاقہ کہن میں آباد رہے جبکہ گل محمد خان بن غیرت خان سردار ہوا تو موضع گلی میں قلعہ پختہ بنوایا. اس جگہ سکونت اختیار کی. بعد فوت سردار گل محمد خان ۱۲۲۷ھ مطابق ۱۸۰۹ء میں سردار ہیبت خان مسند ریاست ہندوال پر رونق افروز ہوا. بزرگان اپنے سے سخاوت و شجاعت میں سبقت لے گیا. سردار موصوف نے شادی دختر نیک اختر اپنی کی ہمراہ سردار احمد علی خان کے کر دی اور اسی طرح احمد علی خان بن گل شیر خان نے نکاح ہمشیرہ اپنی کا ہمراہ ہاشم علی خان بن سردار ہیبت خان کے کر دیا تھا، ۱۲۳۰ھ مطابق ۱۸۱۳ء میں سردار ہیبت خان اس دارِ فنا سے رحلت گزیں ہوا. دستار خانگی کی سر پر ہاشم علی خان کے باندھی گئی اور ریاست پر حکمرانی کرنے لگا.

پانچویں داستان ذکر قتل سردار ہاشم علیخان فرزند ہیبت خان قوم ہندوال در ۱۸۱۲ء

ریاست پلال و ہندوال میں یہ دستور تھا کہ جب رسوم شادی یا دستار بندی کی ہوتی

نوادل اقوام لابیال کو بلا کر بعد صلاح و مشورت کے رسوم کرتے اور بطور نذر شکرانہ اقوام لابیال کو دیتے جبکہ احمد علی پلال و ہاشم علی خان ہندوال اپنی اپنی ریاست کے سردار ہوئے تو اقوام لابیال کو بموجب دستور قدیم وقت دستاربندی نہ طلب کیا اور نہ وقت شادی کے صلاح لی اور نہ شکرانہ دیا، اس سبب سے مسمیان رحمت خان و محمد اعظم خان و ناصر خان و مغل خان و پیرا خان اقوام لابیال و سمند خان بیتال ساکنان شیروان نے باتفاق قوم خانخیل و متیال کے یہ صلاح کری کہ پتہ پلالاں و ہندوالاں میں نااتفاقی ایسے طور سے کرانی چاہیئے کہ اور کوئی اس حال سے آگاہ نہ ہو تب ہم سے صلاح لیا کریں گے۔ غرضیکہ ہر سہ قوم پتہ پلالاں سے ایک زبان و ایک صلاح ہو کر موضع ڈیرہ میں پاس سردار احمد علی خان کے آئیں اور یہ کہا کہ اب ہاشم علی خان زبردست ہو گیا ہے، اس کی نظر اوپر قرابت اور رشتہ کے نہیں ہے تم سے جنگ کرے گا، بہتر ہے پہلے سے فکر کرو، اگر ہاشم علی خان کو قتل کیا جائے تو وہ ملک پتہ ہندوالاں بھی تمہارے قبضہ میں آجاوے گا جو کہ سردار احمد علی خان پیشتر آنے ہر سہ پتہ پلالاں کے یہی خیالِ فاسد رکھتا تھا کہ کل ملک تنول میرے قبضہ و تحت حکومت میں ہو جاوے جبکہ زباں ہر سہ پتہ اقوام لابیال وغیرہ سے حسب مراد خود یہ سخن سنا بہت راضی ہوا، خان موصوف نے کہا کہ بہتر ہے تجویز کرو۔ اس وقت رحمت خان لابیال نے کہا کہ تم اول موضع ڈیرہ میں ہاشم علی خان و ہمشیرہ اپنی کو بلاؤ، ہم یہاں موجود ہیں۔ غور کرنا چاہیئے کہ طمع ازدیادِ ملک و مال نے کیسا احمد علی کو دھوکا دیا اور اوپر رشتہ و قرابت فیمابین کے خیال نہ کیا جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے بہرحال انسان کو اوپر سخنان غرض گویاں کے فکر و غور و تامل کرنا چاہیئے۔ القصہ حسب الطلب

سردار ہاشم علی خان اور زوجہ اس کی یعنی ہمشیرہ احمد علی خان موضع گلی سے موضع ڈیرہ میں آئی ہمراہ ان کے اسی نفر ملازم تھے، محمد رشید قوم لودی نبیرہ مولوی محمد ابراہیم نے بنظرِ خیر خواہی سردار ہاشم علی خان کو مشورہ اقوام لابیال و سردار احمد علیخان سے آگاہ کر دیا کہ تم یہاں سے کنارہ کش ہو۔ ہاشم علی خان نے اعتبار اوپر کہنے محمد رشید کے نہ کر کے یہ جواب دیا کہ مجھ کو احمد علی خان سے یہ امید نہیں، آرے سچ ہے بیت

قضا جس کی آتی ہے تقدیر سے — کوئی روک سکتا ہے تدبیر سے

اس کے دوسرے دن وقت نماز پیشیں سردار ہاشم علیخان برُج قلعہ ڈیرہ میں نماز پڑھ کر فارغ ہوا اس وقت زین حجام و انور قوم ہندوال ملازم سردار موصوف برُج میں موجود تھے باقی ملازم جانب دریائے اباسندہ واسطہ غسل کے گئے تھے غرضیکہ حسب ایماء وصلاح سردار احمد علی خان کے بطور جرگہ مسمیان رحمت خان و محمد اعظم خان و مغل خان و ناصر خان و پیرا خان قوم لابیال و سمند خان قوم منیال پاس سردار ہاشم علی خان کے گئے بعد مجرا ئے اسلام ملاقات جسمانی کرنے لگے۔ رحمت خان لابیال نے ہاشم علیخان کو بہ بہانہ معانقہ جسمانی کے اپنی بغل میں پکڑا اور اشارہ طرف ناصر خان قوم لابیال کے کیا۔ ناصر خاں نے پسِ پشت سے تلوار ہاشم علی خان کے ماری کہ وہ زمین پر گر پڑا۔ پھر ایک اور ضرب تلوار ناصر علیخاں نے اوپر گردن سردار موصوف کے ماری کہ کام اس کا تمام ہوا۔ بمعاینہ اس حال کے مسمی انور و زین حجام ملازم سردار مقتول نے چار آدمی ملازمان احمد علیخان کے زخمی کئے اور غلام مہدی شاہ سید مانک رائے کو مسمی انور نے کہ ملازم سردار ہاشم علی خان کا تھا عوض خون ہاشم علی خان قتل کیا، زاں بعد ملازمان احمد علی خان اوپر سر مسمی انور کے ہجوم لائے و بضرب شمشیر ہلاک کیا اگرچہ زین حجام و انور ملازم سردار مقتول ہوئے مگر نیکنامی دارین لے گئے

کہ اپنے آقا کی خدمت میں دادِ شجاعت دے کر جان نثار ہوئے اور منجملہ سلاحات ملازمان سردار مقتول کی ایک تلوار بیش قیمت جو سردار چاڑا خان کو اخوند محمد سلاق ولی زمانہ نے وقت عبور دریائے اباسندہ ۱۲۷۲ء میں عطا فرمائی تھی اس معرکہ میں ہاتھ اقوام لابیال کے لگی چنانچہ اب وہی تلوار پاس فیروز خان لابیال جاگیر دار کھٹالہ کے موجود ہے جو کہ اٹھتر نفر ملازم سردار مقتول واسطہ غسل کے جانب دریا گئے تھے منجملہ ان کے اٹھاون قتل ہوئے۔ باقی بیس نفر بہ یک بینی و دو گوش فرار ہوئے۔ موضع گلی میں جا کر سردار نواب خان برادر ہاشم علی خان مقتول کو خبر کری۔ خان موصوف بسبب قتل برادر خود نہایت غمگین ہوا آخر کار نواب خان نے معرفت سید احمد شاہ ساکن بہوج درہ کے لاش ہاشم علی خان مقتول کی موضع گلی میں منگوا کر دفن کیا۔ رسوم ماتم داری و فاتحہ خوانی کی بخوبی انجام دیں اور یہ واقعہ ۱۸۱۲ء مطابق ۱۲۲۹ھ میں ہوا تخمیناً دس سال سردار ہاشم علیخان نے خانگی کری۔

باب دوئم مشتمل اوپر نو داستان کے

داستانِ اوّل جانا نواب خان کا بخدمت عظیم خان دُرانی حاکمِ کشمیر بنا بر کمک

جبکہ نواب خان برادر ہاشم علیخان نے کار و بار ریاست ابتر دیکھا خائف و ترساں ہو کر ہمراہی ملازمان معدودے بخدمت عظیم خان دُرانی حاکمِ کشمیر با سید عطاء کمک حاضر ہوا بعد ایک سال ۱۸۱۳ء میں سردار عظیم خان نے میر احمد خان برادر اپنے کو معہ چار ہزار سپاہ دُرانیاں

ملک نواب خان کو دے کر رخصت کیا۔ غرضیکہ کشمیر سے منزل بمنزل نواب خان معہ لشکر درّانیاں براہ پھولرہ موضع ڈیرہ میں پہنچا اور سردار احمد علی خان پلال قبل از پہنچنے لشکر درّانیاں کے خبر سنکر موضع ڈیرہ سے آنزدی دریائے اباسندہ عبور ہو کر درہ پہاڑ دشوار گذار موضع کوٹلہ میں مخفی ہوا۔

راوی کہتے ہیں کہ موضع ڈیرہ میں اچھے اچھے محل خوش اسلوب اور عجائب عجائب طرح کے مکانات و دوکانات مرغوب خوشنما و خوش قطع تعمیر کئے ہوئے سردار احمد علیخان کے تھے۔ درّانیاں نے وہ مکانات و دوکان مسمار کرا دئے۔ پرگنہ کولائی و بدہنک کا کہ تحت حکومت احمد علی خان کے تھا تاخت و تاراج کر دیا۔ سردار نواب خان کو ریاست آبائی واجدای پر ۱۸۱۳ء میں میر احمد خان برادر عظیم خان نے قائم کیا۔ زاں بعد بمنت و سماجت محمد صالح ملک سری کوٹ و معظم خان و منصور خان افغانان تربیلہ کی صلح سردار احمد علی خان کی بھی ہوئی کہ وہ بھی بدستور اپنی ریاست پر قائم رہا۔ میر احمد خان بعد قائم کرنے ہر دو سرداراں کے معہ لشکر درّانیاں جانب کابل روانہ ہوا۔

دوسری داستان مسند نشینی نواب خان ۱۸۱۳ء

جبکہ نواب خان ریاست پر جلوہ افروز ہوا کیسہ امید غریباں و یتیماں و زناں بے چادراں کا سخاوت سے معمور کیا۔ راوی بچشم دیدہ یوں بیان کرتا ہے کہ نواب خان عاقل و رعایا پرور و قدر شناس علماء و فضلاء و رتبہ دان شرفاء و غرباء مہمان دوست اس حد سے تھا کہ قلم و زبان گویا نہیں تحریر کر سکے اور فنون سپہ گری و نیزہ بازی میں استاد کامل تھا اور اکثر اپنی سپاہ کو

میدان میں فن سپاہ گری کی سکھاتا تھا اور موجودات اسباب وسلاحات سپاہ کے وقت تقسیم تنخواہ ششماہی لیتا تھا اور مسافر خانہ میں جاکر ہر ایک مسافر سے حالات مقصد دریافت کرتا تھا۔ القصہ ریاست پر حکمرانی کرنے لگا۔

تیسری داستان شیفتگی احمد علی خان اور پر مسماۃ خانی عورت قوم گاذر معہ دیگر سرگذشت

سردار احمد علی خان بن گلشیر خان اور پر مسماۃ خانی عورت قوم گاذر کی کہ نہایت شکیلہ و جمیلہ تھی مفتون ہو کر منصرم کار وزارت اپنے کا بنایا۔ بدوں مشورہ وصلاح اس کے کوئی کام نہ کرتا تھا۔ شب و روز دام محبت مسماۃ خانی میں گرفتار تھا۔ اس بات پر قوم بلال نہایت ناراض ہوئے اور درپے استخراج سردار موصوف ہوئے چنانچہ اقوام بلال نے اکبر علی خان بن محمود خان برادر چچازاد احمد علی خان کو موضع بیٹر و بھوہار میں سردار اپنا مقرر کیا کہ وہ دس گیارہ ماہ تک پرگنہ بیٹر و بھوہار میں حکمرانی کرتا رہا بعد اس کے سردار احمد علی خان نے بہ طمع زر معرفت حسن علی خان برادر چچازاد اپنے کے اکبر علی خان بن محمود خان کو قتل کرایا۔ بمعاینہ اس حال کے قوم بلال نے اتفاق وصلاح کر کے سربلند خان بن سرافراز خان ابن صوبا خان کو کہ وہ مرد شجاع صاحب داعیہ تھا سردار مستقل مقرر کر کے پرگنہ بیٹر و بھوہار پر قابض کر دیا۔ سردار احمد علی خان لاچار موضع ڈیرہ میں صرف اور پرگنہ کولائی و بدہنک کے بسر اوقات کرتا رہا۔

چوتھی داستان لشکر کشی سردار نواب خان بن ہیبت خان

برسردار احمد علی خان عوض خون ہاشم علی خان مقتول برادر خود،

سردار نواب خان ہندوال نے حال ابتری ریاست احمد علی خان سنکر عوض خون ہاشم علی خان برادر اپنے کے لشکر باساز و سامان تخمیناً سہ ہزار بارادہ جنگ سردار موصوف مسلح و آمادہ کیا۔ سردار احمد علی خان بخوف جان خبر لشکر کشی نواب خان سنکر معہ مسماۃ خانی عورت جانب ملک کوہستان مکڑی ندہاڑ کے فرار ہوا۔ اس وقت سردار نواب خان نے مواضعات کولائی و بدہنک کو بزور شمشیر اپنے قبضہ میں لاکر حد ملک اپنے کی تا کنارہ دریائے سرن مقرر کری۔ محاصل پرگنہ کولائی و بدہنک سے لیتا رہا، جب سے آجتک ہر دو پرگنہ پر قبضہ قوم ہندوالان کا چلا آتا ہے۔ بعد چند ماہ پتہ پلاں نے از خود نادم ہو کر بعہد و پیمان قرآن مجید احمد علی خان کو کوہستان سے طلب کر کے ریاست پر بدستور قائم کیا۔ سربلند خان نے جنگ اپنی ریاست شنگری میں چلا گیا۔

پانچویں داستان قتل سردار احمد علی خان از دست سربلند خان و قید کر کے لیجانا زوجہ و دختر سردار احمد علی خان معہ شیر محمد خان فرزندش

جبکہ احمد علیخان نے مکرر ریاست پر پورا تسلط کر لیا پھر بسبب عداوت قبضہ کرنے ملک کے درپے تدبیر قتل سربلند خان ہوا۔ منشا سردار موصوف کا یہ تھا کہ سربلند خان کو قتل کر کے دراثت اس کی اپنے قبضہ میں کرے اس بات میں مشورہ و صلاح ہمراہ مسماۃ خانی منصرم کار و نیز مدد خان ساکن چمبڈ سے کہا

مددخان مذکور نے ذمہ قتل خان مذکور کا لیا۔ القصہ احمد علی خان قوم بلال بطمع ازدیاد ملک د بال موضع شینگری میں واسطہ تدبیر قتل سردار بلند خان بہ بہانہ طلب کمک جہت عزم جنگ نواب خان کے گیا۔ خیر خواہان سربلند خان نے ارادہ احمد علی خان سے مطلع ہو کر خان موصوف کو آگاہ کیا۔ سربلند خان مرد بہادر و دلاور و صاحب جرأت تھا کہاں تاب تھی کہ مددخان اس کو قتل کرتا۔ مختصر احمد علی خان سے سربلند خان بکشادہ پیشانی تواضع و مدارسے پیش آیا۔ بعد قیام دو تین روز ہر دو سردار جانب موضع کٹالی کے گئے مگر ہر دو منتظر موقع تھے۔ آخر کار بوقت نماز پیشین کے سردار احمد علی خان کو حسب ایماء سربلند خان ۱۸۱۴ء مطابق ۱۲۳۱ھ میں مسمیان صدر نے ضرب بندوق اور گاموں خان نے ضرب تلوار سے ہلاک کیا اور موضع پھوہار میں پیش روضہ صوبا خان دفن کیا اور والدہ و منکوحہ و دختر و شیر محمد خان فرزند احمد علیخان مقتول کو کہ اس وقت بعمر پانچسالہ تھا موضع ڈیرہ سے بحراست طلب کر کے موضع چھپڈ میں قید رکھے سبحان اللہ کیا کارخانہ اس بے نیاز کے ہیں کہ احمد علی خان و مددخان واسطہ قتل سربلند خان کے گئے تھے خود سردار موصوف قتل ہوا واقعی جو کسی کی بربادی و تباہی و حق تلفی کا خیال کرتا ہے وہ ضرور خود صدمہ اٹھاتا ہے اور کل پتہ پلالاں پر سربلند خان حکمران ہوا اور بعد چندے مددخان ساکن چھپڈ کو کہ جو ہم صلاح احمد علی خان در پے تدبیر قتل سربلند خان ہوا تھا خان موصوف نے کیا۔

چھٹی داستان رہائی پانا زوجہ و دختر سردار احمد علیخان بسعی نواب خان ہندوال

جبکہ ایک سال عیال و اطفال و فرزند احمد علی خان مقتول کو قید سربلند خان میں گزرا بہت تنگ دل

لاچار ہو کر زوجہ احمد علی خان نے جانب سردار نواب خان برادر اپنے کے اس مضمون کا خفیہ خط بھیجا بیت برادر ہو تجھ سا بلند ارجمند ۔ رہوں میں گرفتار خواری و بند ؛ بمعاینہ اس خط کے فی الفور نواب خان نے مدد خان و پائندہ خان فرزندان اپنے کو سردار لشکر بنا کر روانہ کیا جبکہ یہ لشکر جھنڈ میں پہنچا ملازمان سربلند خان کو جو واسطہ چوکی و پہرہ عیال و اطفال احمد علی خان کے مقرر تھے ۔ تاب لڑائی نہ لا کر فرار ہوئے چنانچہ مدد خان و پائندہ خان نے باستقلال تمام جملہ عیال و اطفال اور شیر محمد خان فرزند احمد علی خان مقتول کو بہ سواری مناسب سوار کرا کے بحفاظت تمام جانب پھولڑہ روانہ کئے اگرچہ اثنا راہ میں ملازمان سربلند خان نے بہ جم غفیر تعاقب کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا اور پسپا ہوئے جبکہ ہمشیرہ سردار نواب خان معہ دختر و فرزند اپنے کے پھولڑہ میں پہنچے تو بیشتر اس سے سردار موصوف پھولڑہ میں گیا تھا ۔ القصہ بعد چند روز سردار نواب خان نے بہ صلاح ہمشیرہ خود نکاح پائندہ خان فرزند اپنے کا ہمراہ دختر احمد علی خان مقتول کے کر دیا کہ وہی دادی صاحبہ نواب عالی جاہ محمد اکرم خان کی زندہ ہے اور انہوں نے بحالت خورد سالی نواب صاحب اپنی ریاست کا فہم فراست سے نیک انتظام رکھا چنانچہ موقعہ پر بیان ہو گا ۔

ساتویں داستان لشکر کشی نواب خان اوپر موضع پرسالہ و بیڑ و پھوہار بمقابلہ سربلند خان پلال ؛

راویان یوں بیان کرتے ہیں کہ بعد انفراغ کار شادی فرزند خود سردار نواب خان نے پاس سردار سربلند خان کہ اس نے ہمشیرہ نواب خان یعنی زوجہ احمد علی خان مقتول کو ایک سال قید رکھا

باعث اس عداوت کے یہ پیغام بھیجا کہ قلعہ پھوہار خالی کرو ورنہ آمادہ جنگ ہو سردار سربلند خان نے جواب دیا کہ قلعہ زبان تیغ دہار تلوار پر ہے۔ آخر کار خان ہندوال نے معہ رحم داد خان خان جمعدار و منیرا خان قوم جرل پہلوان بہ جمیعت دو ہزار پیادہ و سوار کے جانب موضع پرسالہ لشکر کشی کی اور موضع مذکور میں شاماں و کالو جمعداران ملازم سردار سربلند خان بہ جمیعت آٹھ سو سوار و پیادہ کے تعینات تھے۔ دونوں لشکر میں مقابلہ ہوا طرفین کے آدمی مارے گئے۔ انجام کار شاماں و کالو جمعداران شکست پا کر فرار ہوئے۔ سردار نواب خان نے موضع پرسالہ کو تاخت و تاراج کر کے جلا دیا اور وہاں سے جانب موضع بیڑ و پھوہار گیا۔ سربلند خان بہ جمیعت دو ہزار سوار و پیادہ کے قلعہ پھوہار میں موجود تھا، لشکر طرفین معرکہ آرا ہوئے، چند ماہ تک لڑائی رہی، وقت جنگ طرفین کے آدمی کام آتے تھے۔ پھر دونوں سرداروں کو اپنے علاقہ سے کمک لشکر کی پہنچ جاتی تھی اس ضمن میں امیر اللہ خان خانخیل مصاحب سربلند خان نے اتفاق نواب خان سے کر لیا۔ سربلند خان بخوف گرفتاری خائف ہو کر میدان جنگ سے فرار ہوا نواب خان نے قلعہ پھوہار کو جلا دیا، از سر نو قلعہ تعمیر کروایا، ملازمان اپنے متعین کئے اور واپس گلی کو گیا۔ بعد چھ ماہ کے مکرر سربلند خان بہ جمیعت ڈیڑھ ہزار سوار و پیادہ کے قلعہ پھوہار پر چڑھ کر آیا قلعہ کو تاخت و تاراج کیا۔ باستماع اس خبر کے سردار نواب خان چار ہزار سوار و پیادہ فراہم کرا کے بعزم جنگ جانب قلعہ پھوہار کے گیا۔ باندک جنگ قبضہ قلعہ پر کر لیا۔ سربلند خان نے مناسب وقت جان کر جنگ نواب خان سے پہلو تہی کیا۔ موضع شینگری میں رہا بعد فتح و بندوبست قلعہ کوچ کر کے نواب خان نے ڈیرہ بہار و کوٹ میں کیا۔ وہاں سے ایک خط جانب محمد خان ترین رئیس ہزارہ کے لکھا

کہ کچھ صلاح کرنی ہے۔ واسطے ملاقات کے آؤ۔ اس کے دوسرے دن رئیس موصوف آیا اور ادھر سے سردار نواب خان با تزک و شان جانب سکندر پور گیا، ملاقات ہوئی بعد سخناں چند در چند اس بات پر اتفاق ہوا کہ کل کو ادھر سے میں اور ادھر سے تم لشکر کشی اوپر سربلند خان کے کریں۔ اثنائے راہ میں ہر دو لشکر شامل ہو جائیں گے۔ بعد اس صلاح کے رئیس و سردار واپس گئے۔ صبحی اس کے محمد خان ترین قریب دو تین ہزار سپاہ ملکی کی موضع گلڈ ہیری سے اور نواب خان بہار دوکوٹ سے بعزم جنگ خان پلال جانب شینگری روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں ہنوز دونوں لشکر شامل نہ ہوئے تھے کہ معتبر سربلند خان پلال محمد خان ترین سے ملاقی ہوا اور خفیہ یہ کہا کہ سربلند خان نے بہت بہت سلام دیا ہے۔ بعد از سلام یہ پیغام کہا ہے کہ نواب خان اور میں یک جدی برادر ہیں جبکہ میرے سے سلوک و مروت نہیں کرتا تو تیرے ساتھ کیا کرے گا، اس بات پر غور کرنا چاہیئے محمد خان ترین پیام سربلند خان سنکر وہم میں پڑ گیا تا دیر سوچتا رہا۔ اور یہی خبر کسی نے سردار نواب خان کو سنا دی چنانچہ سردار موصوف منفصل موضع کاندل سے معہ لشکر خود متوہم ہو کر واپس موضع گلی چلا گیا جب کہ محمد خان نے خبر واپسی سردار موصوف سنی تو یہ بھی جانب گل ڈھیری واپس گیا۔

آٹھویں داستان لشکر کشی عنایت اللہ خان قوم سواتی ملک اگرور بابت تنازعہ سرحد نواب خان ہندوال

واقف کاران حال یوں بیان کرتے ہیں کہ فیمابین عنایت اللہ خان سواتی ملک اگرور و سردار

نواب خان کی بابت متنازعہ سرحد ہمیشہ جنگ و پرخاش رہتی تھی۔ اس سبب سے عنایت اللہ خان سپاہ قوم کوہستانی و قوم تنہور کی قریب دس بارہ ہزار کے فراہم کر کے جائے متنازعہ پہ لایا اور ادھر سے نواب خان نے سپاہ قلمی و ملکی قریب چھ ہزار کے جمع کر کے معہ افسران جنگی مسمیان میرزا خان پہلوان و جامال خان و سمند خان و قاسم خان جمعداران کے بعزم جنگ سرحد پہ آیا، مقابلہ لشکر طرفین کا ہوا۔ شمشیر و بندوق و تیر و تفنگ پہ ہاتھ پڑی، خوب کارزار ہوئی، بہت آدمی طرفین کے مجروح و ہلاک ہوئے۔ مردمان کارآزمودہ طرفین دل کھول کر لڑے۔ انجام کار فوج قوم تنہور کوہستانی نے شکست کھائی، میدان میں پیٹھ دکھائی، فتح نصیب نواب خان کے ہوئی، سجدہ شکر بجالایا، شادیانہ فتح بجوایا۔ بعد بندوبست مردمان مجروح و ہلاک کے معہ لشکر واپس موضع گلی میں آیا۔

نویں داستان جنگ عظیم خان پہلوان درانی حاکم کشمیر بعد شکست سکھاں ہمراہ نواب خان بمکر و حیلہ قید کر کے لیجانا اور غرق کرانا دریائے لنڈا میں نواب خان ہندوال کو

راویان اخبار اس داستان عبرت کو یوں بیان کرتے ہیں کہ عظیم خان درانی برادر کلاں امیر دوست محمد خان والئ کابل صوبہ کشمیر نے ۱۸۱۶ء مطابق ۱۲۳۲ھ میں بخوف جنگ سکھاں اپنے عیال و اطفال کو معہ خزانہ و اسباب نفیس ہمراہ لشکر براہ اگرور و گلی و دربند کے

روانہ جانب کابل کر دیا۔ آپ عظیم خان معہ لشکر بارہ ہزار سوار و پیادہ کے آمادہ جنگ سکھاں کشمیر میں رہا۔ الغرض جبکہ عیال و اطفال و خزانہ ولشکر سردار موصوف اوپر گذر دربند کے پہنچا، کارداران سردار نواب خان نے محصول حسب معمول طلب کیا۔ ملازمان عظیم خان نے دینے محصول گذر سے انکار کیا۔ اسی ضمن میں اتفاق سے سردار نواب خان موضع گلی سے گذر دربند پر پہنچا۔ حال انکار نہ دینے محصول گذر دڑانیاں کا سُنا اس وقت سردار نواب خان نے حکمت عملی کو کام فرمایا یعنی نصفی فوج واسباب دڑانیاں کو دریائے اباسندہ سے اوپر کشتیوں کے عبور کرا دیا پھر حکم دیا کہ جب تک محصول معمول نہ دو گے گذر سے عبور نہ ہو گے۔ نکتہ مقتضائے وقت نواب خان کو شایاں تھا کہ محصول لشکر عظیم خان سے نہ لیتا کیونکہ عظیم خان نے یک سپاہ دڑانیاں سردار نواب خان کو ریاست آبائی اجدائی پر قائم کیا تھا۔ خان موصوف نے بھی اس امید پر براہ دربند عیال و اطفال و خزانہ روانہ کابل کیا تھا کہ نواب خان کسی طرح سے ہارج نہ ہو گا مگر تقدیر الٰہی اور تھی کون مٹا سکتا تھا آخر کار بی بی ادعیہ بیگم والدہ عظیم خان نے معرفت سردار لشکر محصول گذر دیا بلکہ سوائے محصول ایک ازار بند طلاکار والدہ عظیم خان کا گٹھری پارچات سے وقت عبور سردار موصوف نے پسند کر کے لے لیا باقی ماندہ اسباب و ڈولہ ہائے بھی عبور دریا ہوتے، مگر بی بی ادعیہ بیگم والدہ عظیم خان نے ایک خط بنام فرزند اپنے کے اس مضمون کا بطور شکایت لکھ بھیجا کہ سردار نواب خان نے حقوق تمہارے کو فراموش کر دیا۔ ذرا بھی لحاظ و خیال ریاست پر قائم کرنے کا نہ کیا۔ ہم سے محصول بجبر رعیت لیا اور اسباب سے ازار بند طلاکار بزور نکال لیا۔ اس احسان فراموش کو سزا دینی واجب ہے۔ بعد روانگی خط والدہ عظیم خان المعروف ادعیہ بیگم معہ لشکر و خزانہ روانہ کابل ہوئے جبکہ یہ خط پاس عظیم خان پہلوان حاکم کشمیر کے پہنچا

تو پیشتر اس سے عظیم خان کو معرکہ جنگ سکھاں میں شکست ہوئی تھی۔ قریب دو ہزار پیادہ و سوار کے جانب عظیم خان سے لڑائی سکھاں میں کام آئے تھے۔ اس سبب سے سردار موصوف عزم روانگی کابل کا رکھتا تھا۔ اتفاق سے خط بھی والدہ سردار ممدوح کا پہنچا چنانچہ قبل از روانگی خود عظیم خان نے ایک خط اس مضمون کا بھیجا کہ سردار نواب خان صاحب سلوک وراثت پر قائم کرنے کا یہی تھا کہ جو تم سے ظہور میں آیا، اب تم سامان جنگ تیار کرو میں واسطہ جنگ کے آتا ہوں غرضیکہ کشمیر سے معہ لشکر منزل بمنزل کوچ کر کے ڈیرہ مظفر آباد میں کیا کیونکہ دختر نیک اختر سلطان زبردست خان حاکم مظفر آباد منکوحہ عظیم خان کی تھی۔ بلحاظ قرابت و رشتہ داری سردار عظیم خان نے لشکر واسطہ کمک سلطان ممدوح سے طلب کیا چنانچہ سلطان نے دو ہزار سوار و پیادہ واسطہ کمک کے دیا اور سوائے اس کے سرداران قوم بمبہ و کھکہ بلحاظ قرابت سلطان موصوف کے واسطے کمک عظیم خان کے سپاہ اپنے لائے۔ سبب یہ تھا کہ نواب خان دلاوری و بہادری و معرکہ آرائی میں مشہور تھا اور اس ضمن میں سردار سربلند خان قوم پلال نے عزم جنگ عظیم خان سے خبر پا کر بسبب عداوت دیرینہ و سینہ پر کینہ کے معہ سہ صد سوار و پیادہ کے بطور کمک خدمت میں سپہ سالار درانیاں کے حاضر ہوا۔ القصہ عظیم خان بعد فراہمی لشکر و سامان جنگ بہ رہبری سربلند خان پھگلی میں آیا اور وہاں سے کوچ کر کے ڈیرہ لشکر موضع بھرینہ میں کیا۔ فوج درانیان معہ ملکی کے قریب تیرہ ہزار کے تھی اور ادھر سے سردار نواب خان بھی با افسران نامی گرامی رزم جو و کار آزمودہ مسمیان جان خان ورحمڑا و سمند خان و سردار محمد خان جمعداران و قاسم خان و برکات خان و شہباز و حبیب خان برہانی و امیر خان فرزندش و راجہ معز اللہ خان و سردار شیر خان ساکن جلو بلہگ و مسمی مقام موچی و میرزا خان

پہلوان معہ ایک ہزار سوار و پیادہ قلمی و چار ہزار سپاہ ملکی کی ساز و سامان جنگ تیار کر کے موضع گلی سے روانہ ہو کر ڈیرہ موضع بھوج درّہ میں کیا۔ سردار نواب خان کو یہ زعم و گمان تھا کہ میں نے اپنی فوج سے بارہ ہزار لشکر کوہستانی و قوم تھور کو شکست دیکر بھگا دیا۔ پس درّانیاں کو کہاں تاب ہے کہ معرکہ جنگ میں میرے سے پیش دستی کریں اور ادھر سے عظیم خان فکر مند تھا کہ نیزہ بازی و شمشیر زنی میں تناولیاں استاد کامل ہیں۔ اس واسطے سپاہ سالار درّانی نے بنا بر دیکھنے طرز لڑائی تناولیاں سے کے سرداران قوم ہنبہ و کھکہ کو حکم دیا کہ کل تم تناولیاں سے جنگ کرو۔ صبح اس کے دونوں لشکر میدان میں صف آرا ہوئے۔ سب سے اول جان خان جمعدار عرف جانا نے گھوڑا جانب لشکر ہنبہ کے دوڑا کر نیزہ کو جولان دے کر حملہ اوپر سردار قوم ہنبہ کے کیا سردار ہنبہ بھی مرد سپاہی تھا۔ ہنر سے بدن کو چورا گیا، پھر اوپر زین گھوڑے کے قائم ہوا وہ وار نیزہ جان خان جمعدار کا خالی گیا۔ **ابیات** دوبارہ کیا حملہ جانا نے ساز۔ زباں نیزہ کی ہوگئی پھر دراز ؛ لیا نوک نیزہ پہ ہنبہ کو صاف کیا قتل لشکر میں لا بیگزاف۔

بحال دلاوری و شیر مردی جانا جمعدار کا لشکریان ہنبہ و کھکہ دیکھ کر پسپا فرار ہوتے۔ ادھر سے نواب خان نے اپنی فوج کو حکم تعاقب کا دیا۔ بہت سوار و پیادہ قریب تین سو آدمی کے لشکر قوم ہنبہ سے مارے گئے۔ بمعاینہ جرأت و دلیری لشکر تناولیاں و ہزیمت لشکر سرداراں ہنبہ و کھکہ عظیم خان پہلوان سپہ سالار بکمال تقویت دل معہ لشکر دس ہزار درّانیاں کے صف آرا ہوا۔ صبح سے دوپہر تک تیغ زنی و نیزہ بازی لشکر طرفین میں ہوتی رہی۔ اکثر مردمان رزم جو پیکار طلب طرفین معرکہ جنگ میں ہلاک ہوئے لشکر تناولیاں کمال ثابت قدمی

سے داد شجاعت کی دیتے تھے اور منیرا خان پہلوان نے داد مردی و مردانگی دیکھ بہت درّانی تہ تیغ بیدریغ کیے۔ عنقریب تھا کہ درانی پسپا ہوں علامت و آثار واطوار سے عظیم خان نے دریافت کر کے بآواز بلند اپنے لشکریان سے کہا عجب ہے کہ فوج تناولیان کم اور تم زیادہ، جائے غیرت ہے۔ بہ استماع آواز سردار موصوف لشکریاں اسکی تقویت دل سے لڑنے لگے پھر بھی نواب خان اور لشکر اس کا ساتھ کمال پُر دلی و دلاوری کے قدم ہمت کا میدانِ جنگ میں گاڑ کر درّانیاں کو قتل کرتے تھے۔ اکثر گاہ گاہ نواب خان کی زبان پر یہ کلمہ رہتا تھا کہ جس روز منیرا خان پہلوان نہ ہو گا میری سرداری تمام ہو گی اتفاقاً منیرا خان پہلوان دمقام موچی ہاتھ درانیاں سے معرکہ جنگ میں بہ ضربِ شمشیر ہلاک ہوئے پھر بھی سردار نواب خان ساتھ کمال جرأت و بہادری کے تیغ زنی کرتا رہا۔ **ابیات** بہت جنگ کی اس نے مردانہ وار۔ دکھائے ہنر سیکڑوں بے شمار ؛؛ ذرا بھی نہ صرفہ کیا جان کا۔ ولے بخت یاور نہ تھا خان کا ؛؛

نواب خان نے چیرہ دستی درّانیاں دیکھ کر سخن اپنا یاد کیا کہ جس روز منیرا خاں نہ ہو گا میری سرداری نہ ہو گی۔ تلوار اپنی نیام میں کر کے جانا خان جمعدار و پاینده خان و مدد خان فرزند اپنے کو بُلا کر حکم دیا کہ تم درّانیاں سے جنگ کرو اور ان کو تا شام اسی جگہ روکو۔ میں یہاں سے جانب گلی کے جاتا ہوں۔ عیال واطفال کو گلی سے جانب یاغستان کے روانہ کروں گا کیونکہ لشکر درّانیاں غالب ہے بعد شام تم بھی موقع سے آجانا غرضیکہ نواب خان وہاں سے بطرف جانب موضع گلی کے ہو گیا اور جان خان و پاینده خان و مدد خان بمدد لشکر اپنے کے درّانیاں سے جنگ کرتے رہے قریب چھ سو سوار و پیادہ طرفین کے مارے گئے ہنوز جنگ سے دو لشکریاں سیر نہ تھے مگر شام ہو گئی۔ ہر دو لشکر اپنی اپنی فردگاہ میں گئے۔ پاینده خان وقت تاریکی شب

معہ لشکر خود و زخمیاں کے باوصف کرنے لڑائی تمام دن کی ماندگی کو خیال میں نہ لا کر شباشب موضع گلی میں آیا۔ نواب خان نے وقت پہنچنے گلی کے جملہ عیال و اطفال معہ زنان و لواحقان خزینہ و اسباب کے موضع پربیہ ملک یاغستان وراثت قوم امازیان موضع بحفاظت و اسطہ پناہ کے روانہ کر دیے۔ اس وقت سلطان شاہ ہوڈمی خان ملک امازیان موضع پربیہ کے تھے۔ راوی کہتے ہیں کہ بمشکوے پائندہ خان از بطن دختر سردار احمد علی خان مقتول سے موضع پربیہ میں جہانداد خان تولد ہوا تھا۔ القصہ آپ سردار نواب خان کمر جرأت کی باندھ کر معہ لشکر و سامان جنگ موضع گلی سے قلعہ دربند میں آیا۔ بروز سویم عظیم خان بر ہبری سربلند خان پلال معہ لشکر تعاقب کناں دربند میں پہنچا باندک جنگ طرفین سپاہ ملکی نے نواب خان سے منحرف ہو کر عظیم خان پہلوان سے اتفاق کیا۔ **ابیات** ملی پہلواں سے جو ملکی سپاہ۔ سراسر ہوا خان غم سے تباہ ؛ لگا کہنے دل میں باہ و فغاں۔ زمیں پھر گئی صورت آسماں ؛ سرانجام میداں سے اشکِ رواں۔ گیا پار دریا کے نواب خاں ؛

اس سبب سے نواب خان معہ جانا خان جمعدار و رحمڑا و مہندا گوجر و قاسم خان جمعداراں و سہ صد کس سوار و پیادگان نمک حلال پار دریا یاغستان میں جہاں عیال و اطفال بھیجے تھے پناہ لے گیا اور موسم برف باری کا تھا۔ اقوام امازی کرایہ ڈیڑھ سو گھوڑوں کا فی اسپ ایک ایک روپیہ یومیہ سردار نواب خان سے لیتے تھے کیونکہ بسبب برف باری کے اسپاں باہر بندھ نہ سکتے تھے۔ القصہ سردار موصوف موضع پربیہ میں و سردار عظیم خان درّانی دربند میں چھ ماہ رہے۔ بعد اس کے عظیم خان نے بصلاح و مشورہ سربلند خان پلال بنا بر گرفتاری نواب خان یہ منصوبہ کیا کہ عبید شاہ سید ساکن لوکوٹ و غفور خان ملک اگرور و دیگر مردمان معتبر و معزز کو بطور جرگہ پاس نواب خان کے بھیجے

اور یہ پیغام بھیجا کہ درمیان ہمارے و تمہارے قرآن مجید و فرقانِ حمید و تیغ درمیان ہے میں اپنے وطن کو جاتا ہوں تم آ کر اپنے ملک میں آباد ہو تاکہ آئندہ کو صلح و آشتی رہے الغرض جب کہ مردمان جرگہ پاس سردار نواب خان کے موضع پرپیرہ میں گئے اور پیغام صلح عظیم خان درّانی کا دیا خان موصوف ساتھ کمال عزت و تواضع کے پیش آیا۔ بعد اس کے یہ کہا کہ دل میرا نہیں چاہتا کہ پاس عظیم خان کے جاؤں اِلّا بلحاظ تمہارے خدمت سردار عظیم خان میں حاضر ہوں گا، آئندہ یا قسمت یا نصیب۔ **ابیات** پسر تین تھے خان کے باہنر۔ مثلث ہے جسطرح لفظِ پسر ÷ وہ پائندہ خاں اور مدد خاں دلیر، سوئم دہ امیرِ دلاور چو شیر ÷ چنانچہ نواب خان نے پائندہ خان پسر کلاں اپنے کو کہ وہ ہر کام میں ہوشیار تھا، ہمراہ لیا اور موضع پرپیرہ سے بہ لباسِ فاخرہ و مسلّح باتفاق جگہ دربند میں آیا اور متصل خیمہ سردار عظیم خان کے گیا۔ دربانان نے اندر خیمہ کے جا کر سپہ سالار کو خبر کر کے بہ اجازت پردہ خیمہ کا اٹھایا۔ سردار نواب خان اندر خیمہ کے گیا۔ **بیت** گیا خان با تیغ و زریں کمر۔ سرِ دوش زیبا مرصّع سپر ÷ سردار عظیم خان کو سلام کیا اور خان موصوف نے بھی جواب سلام دے کر، **ابیات** اٹھا تخت سے خان درّانیاں۔ بگفتا کہ خوش آمدی اے جواں ÷ بظاہر بغلگیر ہو کر ملا۔ زباں چرب و شیریں سخن پر ملا ÷ و لے دل میں پنہاں تھا نیرنگ و رنگ۔ عیاں مثل شہد اور باطن شرنگ ÷ بہ تزویر اس سے ہوا شاداب جاں کہا بیٹھ کرسی پہ نواب خاں ÷ نواب خان نے بھی بعد مزاج پرسی زبانِ گویا سے شکریہ ادا کیا اور اوپر کرسی کے بیٹھ گیا و عبید شاہ سید نوکوٹ و غفور خان ملک اگرہ اوپر فرش کے بیٹھ گئے اور پائندہ خان دست بستہ مودبانہ موقع سے کھڑا رہا۔ سخنانِ محبت آمیز جرگہ نے بھی بیان کئے۔ سپہ سالار درّانی نے بہ شیریں گفتار نواب خان سے کہا کہ جو گذرا وہ گذر گیا اب ہماری

طرف سے امن و صلح ہے۔ **بیت** بہ ما و شما تیغ و مصحف بدست۔ کہ در صلح ناریم گاہ شکست؛
ملک اپنا سنبھالو اور عیال و اطفال بلالو اپنے ملک میں آباد ہو چار روز بعد میں یہاں سے کوچ کروں گا اور کابل سے فوج لا کر سکھاں سے جنگ کروں گا۔ ان باتوں سے عظیم خان پیمان شکن کا یہ مطلب تھا کہ نواب خان مطمئن ہو کر اپنے عیال و اطفال کو منگوا لے تا کہ سب کو کشتی میں بٹھا کر غرقِ دریا کروں مگر مشیتِ ایزدی واسطے بقائے اس ریاست قوم ہندوالاں کے تھی۔ القصہ چار روز خوب مہمان داری و ضیافت خان موصوف کی ہوئی۔ بعد اس کے عظیم خان درّانی نے کہا کہ تم نے باوجود صلح و دینے امن کے عیال و اطفال موضع پر بیہ سے نہ منگوائے اس واسطے تم کو اور پائندہ خان فرزند تمہارے کو قید کیا گیا جب تک عیال و اطفال نہ منگواؤ گے قید سے رہائی نہ پاؤ گے۔ اس قہرِ ایزدی میں موقع پا کر نواب خان نے عرض کیا کہ بدوں جانے پائندہ خان فرزند میرے کے قوم امازئی عیال و اطفال میرے کو رخصت نہ کرے گی۔ آخر کار سپہ سالار درّانی نے حکم دیا کہ بہتر ہے پائندہ خان جاوے اور عیال و اطفال لاوے اور ڈولہ اور کہار ہمارے سے لے جاوے جبکہ نواب خان نے پائندہ خان فرزند اپنے کو قید سے بہ حیلہ لانے عیال و اطفال کے رہا کرایا، بہ آہستگی یہ سمجھایا کہ خبردار عیال و اطفال نہ لانا اور نہ تو آنا مجھ کو زندہ نہیں مردہ جانو دستار خانگی کی تیری ہوئی اور یہ وصیت ہے کہ آئندہ کو تو کسی حاکم و سردار سے نہ ملنا۔ اپنے برادران کی خاطر داری میں رہنا اور جو پرگنہ میں نے مدد خان و امیر خان کو تقسیم کیا ہے وہ دے دینا اور عیال و اطفال کی تسلی کرنا کہ مرضی خالق کی یوں ہی تھی اور ملازمان کو پیام و سلام درجہ بدرجہ کہہ دینا اور جو سوائے اس کے سمجھانا مناسب وقت تھا سب سمجھا کر یہ کہا
ابیات گواہی یہی دل کی ہر بار ہے۔ کہ یہ آخری تیرا دیدار ہے؛ جو کہنا تھا القصہ سب کہہ دیا،

کہیں فریب اور نشاں دغا ؛ آخر کار الوداع الوداع کہہ کر اور دعا دے کر اور سر اور پشت کے ہاتھ پھیر کر رخصت کیا بیت گیا چشم نم وہاں سے پائندہ خاں۔ پدر کے تردد میں بیتاب وجان ؛ القصہ پائندہ خان نے ڈولہ ہائے ملک امازی میں لے جا کر خالی واپس کر دیا کہاران ڈولہ خالی واپس لائے۔ سردار عظیم خان نے زبانی کھاران حال سنکر حکم کوچ کا دیا نواب خان کو پا بہ زنجیر قید کر کے لے گیا۔ منزل بہ منزل اوپر کنارہ دریائے لنڈا کے متصل قصبہ جہانگیرا پہنچ کر عظیم خان ظالم نے رحم ناخدا ترس پیمان شکن نے نواب خان کو پتھروں سے باندھ کر دریا لنڈا میں غرق کرا دیا۔

اس جگہ فکر کرنا چاہیے کہ نواب خان بڑا دانا و ہوشیار و آزمودہ کار تھا۔ مگر جب قضا آئی بہ بہانہ لینے محصول گذر و فریب جرگہ کے جان پہ بن آئی۔

ابیات

سنا تم نے انجام نواب خاں — کہ جس سے تو لی تھے نازش کناں
ہوا کس طرح غرق بحر فنا — رہے گا نہ کوئی جہاں میں سدا
وہ اول میں عزت و ذلت اخیر — زبانِ قلم سے ہے جاری نفیر !

باب سوم محتوی اوپر پندرہ داستان کے

داستان اول قائم ہونا ریاست آبائی اجدائی پر پائندہ خان کا ۱۸۱۷ء میں

راوی کہتے ہیں کہ بعد ماتم داری و فاتحہ خوانی ور سوم دستار بندی ۱۸۱۷ء مطابق ۱۲۳۲ھ

میں سردار پائندہ خان ریاست آبائی اجدائی پر قائم ہو کر موضع پربیہ علاقہ باغستان
سے معہ عیال و اطفال مدد خان و امیر خان برادران اپنے کے موضع گلی میں چند سے
قیام کر کے پیرانب میں کہ اس وقت قصبہ انب محاذی کرپلیاں آنزوی دریا سے
اباسندھ تھا، آباد ہوا۔ خان موصوف شجاعت میں شہرۂ آفاق اور سخاوت میں مالا یطاق
شیریں زبان بوجہ ذہن رسا و فہم ذکا طرز ملک گیری سے خوب آگاہ اور رعب و داب و
ہمت و جرأت و نظم و نسق ریاست و مہارت سپہ گری و سواری اسپ و نیزہ بازی
و فن شناوری میں استاد کامل تھا مگر علوم کتابی سے آگاہ نہ تھا۔ اکثر محاربات
سکھاں میں جودتِ طبع و فکر رسا سے بلند نام رہا۔ شہنشاہِ حقیقی نے پائندہ خان
کو ایسا رعب دیا تھا کہ اِدھر نام سنا اور اُدھر دلِ دشمن تھرتھرا گیا۔ سپاہ کو اس
ڈھنگ سے آراستہ کیا تھا کہ مردمان تعجب میں آتے تھے۔ اس کی دلیری و بہادری
پر پیچ و تاب کھلتے تھے۔ **بیت** ہویدا ہے سب زور پائندہ خاں۔ شجاعت سے
واقف ہیں خورد و کلاں ؛ چنانچہ اپنے موقع پر حالات محاربات خان موصوف کے
بیان ہوں گے۔ القصہ بعد قائم ہونے ریاست کے سردار مدد خان برادرِ خورد اپنے کو
بموجب وصیت باپ کے اول پرگنہ شنگلی کا عطا کیا جبکہ سردار مدد خان نے آبادی پرگنہ و
تعمیر قلعہ و فراہمی سپاہ گری اور رعایا کو آباد و شاد کیا اور حکمرانی پرگنہ مسطور پر کرنے
لگا۔ **بیت** شبستاں میں سردار کے ایک پسر۔ تولد ہوا مثلِ شمس و قمر ؛ جبکہ خیر خواہان نے
سردار مدد خان کو تولد ہونے فرزند سے مژدہ سنایا :

ابیات

سنا جبکہ یہ مژدۂ جاں فزا — وہیں سجدۂ شکر لایا بجا

دعا رب سے مانگی کہ بارِ الٰہ — رہے یہ جہاں میں بصد عزوجاہ
رکھا نام پسر اس کا عبداللہ خان — بصد فرخی اور بہ دلِ شادماں
غریبوں فقیروں کو زر اس قدر — دیا وہ تونگر ہوئے سر بسر

جو کہ سردار مدد خان دلیری اور بہادری وفن سپاہ گری میں کمتر پائندہ خان سے نہ تھا۔ پائندہ خان نے بخوف مقابلہ پرگنہ شنگلی کا مدد خان سے واپس لے کر بعد چندے پرگنہ پھلڑہ کا عطا کیا جبکہ پرگنہ پھلڑہ کا بھی آباد کیا تو وہ پرگنہ بھی سردار پائندہ خان نے واپس لیا اور جملہ اثاث البیت و نقد و زیور مستورات سردار موصوف کا تاخت و تاراج کر کے برائے چندے بلوچ گڈھی میں نظر بند رکھا۔ سردار مدد خان بیچارہ لاچار بے دست و پا ہو کر گوشہ قناعت میں منتظر وقت کا بیٹھا چنانچہ موقع پر حال اس کا بیان ہوگا۔

داستان دوسری درباب عدم تسخیر ملک ہزارہ مہاراجہ رنجیت سنگھ در ۱۸۱۸ء عیسوی

مہاراجہ رنجیت سنگھ والیٔ لاہور نے ۱۸۱۸ء میں امر سنگھ رئیس مجیٹھہ کو واسطے تسخیر ملک ہزارہ کے مقرر کیا۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ سردار عالی ہمت ذکا طبیعت شجاع و بہادر تھا۔ فن پہلوانی و تیر رانی میں صاحب کمال بہیت فن کشتی و تیر میں چوں کمان۔ امر سنگھ استاد تھا بیگماں ؛ اسی سردار کو نجومیوں نے بعد دیکھنے زائچہ کے یہ مژدہ دیا کہ سردار صاحب تمہارا طالع بلند ہے اور عمر تمہاری بہت ہے اور وفات تمہاری اوپر کنارہ آب سمندر معرکہ جنگ میں ہوگی۔ بہ استماع اسکے سردار موصوف نے

یہ گمان کیا کہ کب میں جانب سمندر جاؤں گا جو موت آوے گی القصہ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے سردار موصوف کو مع دیگر سرداران نامی و گرامی بالشکر جرّار و ساز و سامان بے شمار بیشمار برائے تسخیر ملک ہزارہ روانہ کیا۔ اس سردار کا یہ منشا تھا کہ اول ملک تنول پر قبضہ کیا جائے اور کنارہ کنارہ دریا اباسندھ تھانجات مقرر ہوں۔ زیرا کہ تناولیاں مرد جنگ جو مشہور ہیں جبکہ تنول پر قبضہ ہو گیا تو پھر ہزارہ میں اور کوئی ایسا سرکش شخص نہیں جو ہماری فوج کا مقابلہ کرے مگر تقدیر آسمانی اور تھی اور لڑائی سردار امر سنگھ کی حد تنول سے باہر وراثت اقوام کرڑال علاقہ ناڑہ میں ہوئی چنانچہ واسطے ہدیہ سامعین باتمکین کے بیان کیا جائے گا۔

غرضیکہ لاہور سے بعد طے مراحل کے سردار نے چھاؤنی لشکر سرائے کالہ میں ڈالی اور وہاں سے سردار مکھن سنگھ کو مع چار ہزار لشکر آزمودہ کار کے بہ عزم نبرد محمد خان بن نجیب اللہ خان ترین حاکم ملک ہزارہ کے روانہ کیا۔ سردار مکھن سنگھ نے ایک قلعہ موضع شاہ محمد میں تعمیر کرایا اور سرائے صالحہ میں ایک قلعہ زمانہ ماضیہ کا تھا اس پر بھی قبضہ سردار موصوف کا ہو گیا۔

مختصر، چھ ماہ تک فیمابین سردار مکھن سنگھ و محمد خاں ترین کی جنگ رہی۔ انجام معرکہ جنگ میں سردار مکھن سنگھ کو متصل سکندر پور کے ضرب گولی کی لگی۔ سردار ممدوح مجروح ہو کر جانب شاہ محمد فرار ہوا اور متصل زیارت شاہ محمد کے گھوڑے سے زمین پر گر پڑا اور فوت ہوا لشکریان محمد خان ترین نے بہت فوج سکھ تہ تیغ بیدریغ کر کے سرائے صالحہ کو تاخت و تاراج کیا۔

تیسری داستان حالات جنگ سردار امر سنگھ و قتل ہونا اس کا،

راویان کہن سال اس داستان سنوات ماضیہ کو یوں بیان کرتے ہیں کہ بہ فور استماع خبر شکست سکھاں

وقتل سردار مکھن سنگھ سردار امر سنگھ رئیس مجیٹھہ نے عرضی اطلاعی بحضور مہاراجہ صاحب ارسال کرکے حکم تیاری لشکر دے کر عزم جنگ محمد خان ترین حاکم ہزارہ کیا۔ اس اثنا میں سردار فتح علی خان قوم کھڑال رئیس ستوڑہ نے سردار امر سنگھ کو یہ صلاح دی کہ آپ اول سردار محمد خان کھڑال رئیس ناڑہ کو زیر حکم کرد تو جملہ اقوام کھڑال مطیع و فرمانبردار ہو جائیں گی اور وہاں سے مردمان ملکی بطور کمک فراہم کرکے محمد خان ترین سے جنگ کرنا مناسب ہے سردار امر سنگھ نے یہ بات پسند کری اور کہا واقعی یہ صلاح نیک ہے مگر میرا ارادہ جنگ تنولیاں کا بھی ہے کیونکہ جب تک سرحد کنارہ کنارہ دریائے اباسندھ کی سپاہ مقرر نہ ہوگی، بندوبست وانتظام ہزارہ کا نہ ہوگا۔ القصہ چار ہزار فوج سکھاں چھاؤنی سرائے کالہ سے لے کر مع سردار فتح علی خان کے سردار موصوف روانہ ہو کر ڈیرہ سرائے صالحہ میں کیا۔ صبح اس کے جانب ناڑہ روانہ ہوئے۔ سردار محمد خان اثنار راہ میں ملاقی ہوا اس کو سردار امر سنگھ نے قید کیا۔ لشکر سکھاں ناڑہ نلاں میں پہنچکر مقام کیا۔ اتفاقاً وقت شب حراست سکھاں سے سردار محمد خان فرار ہو کر موضع مکول میں پوشیدہ ہوا۔ اس کے دوسرے دن بحکم سردار امر سنگھ قلعہ ناڑہ کو سکھاں نے تاخت وتاراج کیا۔ بہت مال واسباب سردار محمد خان کھڑال کا ہاتھ سکھاں کے لگا۔ وہاں سے بہ رہبری سردار فتح علی خان سردار امر سنگھ مع پانصد سوار و پیادہ لشکر سکھاں بہ عزم گرفتاری سردار محمد خان جانب موضع مکول روانہ ہوا۔ سردار محمد خان مذکور تاب لڑائی سکھاں نہ لاکر آر دوسے آب کس یعنی کنڈ پانی موسومہ سمندر اتر کر جانب موضع نگری بالا کہ بلندی پہاڑ پر واقع ہے، فرار ہوا۔ سردار امر سنگھ مع لشکر بہ رہبری سردار فتح علی خان تعاقب کناں جانب نگری بالا گیا مگر سردار مغرور و باشندگان نگری کہ ہم قوم سردار موصوف کے تھے قبل از پہنچنے

لشکر سکھاں درہ پہاڑ دشوار گذار میں بسبب خوف پوشیدہ ہو کر نگران حال قابو موقع کی رہے۔ القصہ سردار امر سنگھ مع لشکر دیہہ مسطور میں پہنچا گاؤں خالی پایا۔ اس لئے سپہ سالار نے حکم واپسی لشکر کا دیا جبکہ لشکر سکھاں بلندی پہاڑ سے درہ تنگنائی نشیب کٹہ آب سمندر میں آیا یعنی دونوں طرف سے پہاڑوں کی بلندی تھی اور کٹہ آب سمندر نشیب میں بہ فاصلہ یک نیم میل کے تھا اس وقت بہ سرعت تمام سردار محمد خان کڑرال نے موقع پاکر دونوں کنارہ کٹہ آب سمندر کے ملازمان و ملکی لوگوں کو متعین کیا چنانچہ ملازمان سردار کڑرال بلندی دونوں کنارہ کس سے ضربات بندوق و پتھروں سے لشکر سکھاں کو ہلاک کرتے تھے اور اقوام کڑرال وقت مارنے ضرب بندوق سکھاں کے زیر پتھروں کے ہو جاتے تھے اس سبب سے وار ضرب سکھاں کا خالی جاتا تھا۔ اس ضمن میں سردار فتح علی خان رہبر موقع پاکر اس معرکہ جنگ سے نکل گیا۔ آگے اور پیچھے سے سکھوں کا دم ناک میں تھا اور سردار امر سنگھ بقول نجومیاں اپنے دل میں کہتا تھا کہ میری عمر بہت ہے آب سمندر دور ہے یہ نہ جانا کہ آب سمندر یہی ہے۔ آخر کار سپہ سالار موصوف نے پریشانی لشکر دیکھ کر قصد چڑھانے چلّہ کمان کا کیا۔ بار بار چلّہ کمان چڑھاتا تھا مگر کمان چلّہ نہ لیتی تھی۔ اس وقت سردار موصوف نے پوچھا کہ اس جگہ کا کیا نام ہے؟ ہمراہیاں نے کہا کہ اس کٹہ کا نام سمندر ہے۔ اس وقت اپنے دل میں سردار امر سنگھ نے کہا کہ قول نجومیاں درست ہوا، میری موت اس جگہ ہے۔ اس ضمن میں سردار رستم علی خان برادر سردار محمد خان کہ جوان قدآور اور زبردست اور ہنر کشتی میں آزمودہ تھا، بلندی پہاڑ سے بآواز بلند بولا کہ سردار امر سنگھ ہنر کشتی و تیر و کمان میں استادِ زمانہ ہے۔ اگر سردار منظور کرے تو لشکر سے علیحدہ کشتی کریں اور سپاہ دونوں طرف کی تماشا دیکھے۔ یہ سنکر سردار امر سنگھ نے

بلند آواز سے کہا بہتر ہے آؤ اور سپاہ جانبین کی بحکم اپنے اپنے افسران کے حملہ ضرب بندوقوں سے مسدود ہوئی۔ مختصر سردار رستمت علی خان بلندی پہاڑ سے اتر کر متصل کٹھ سمند لکی جائے صاف میں جو بلندی سے زیر نظر ہر دو لشکر تھی، بعد عہد و پیمان کشتی کرنے لگے۔ دونوں پہلوان زبردست اپنے اپنے ہنر کشتی و پہلوانی کے آشکار کرتے تھے مگر زور و ہنر پہلوانی میں سردار امر سنگھ زیادہ تھا۔ آخر کار سخت زور آزمائی کر کے سردار امر سنگھ نے سردار رستمت علی خان کو کشتی میں اٹھا کر زمین پر دے پٹکا۔ ملازم سردار امر سنگھ نے بضرب بہال سردار رستمت علی خان کو ہلاک کیا۔ بہ معاینہ اس حال کے خدا بخش خان کڑرال ملازم سردار مہلوک نے بہ ضرب شمشیر سردار امر سنگھ کو قتل کیا۔ اس وقت مردمانِ ملکی نے بضرباتِ بندوق و پتھراں کے لشکر سکھاں کو قتل کیا، و جملہ سلاحات سکھاں مع اسپاں ہاتھ سردار محمد خان کے لگے۔ غرض پانچسو سوار و پیادہ سے ایک بھی متنفس نہ بچا اور جو لشکر سکھاں ناڑہ میں رہا تھا۔ بہ استماع اس حادثہ کے بدون سردار لشکر جنگ سے متعذر رہ کر واپس چھاؤنی سرائے کالہ میں گئے۔

مطلب اس داستان سے یہ ہے کہ سردار امر سنگھ وقت لشکر کشی موضع نگری کے بہ تعین سپاہ مناسب ہر دو کنارہ کٹھ سمند ر بلندی پر احتیاط کرتا تو کیوں جان کھوتا۔ مگر تقدیر آسمانی یونہی تھی، کون بچا سکتا تھا۔

چوتھی داستان بیان روانگی سردار ہری سنگھ از کشمیر معہ لشکر و خزائن بموجب حکم مہاراجہ رنجیت سنگھ جہت انتظام ملک ہزارہ سنہ ۱۸۲۱

جبکہ مہاراجہ رنجیت سنگھ بذریعہ عرائضات افسران فوج سرائے کالہ و سرائے صالحہ حادثہ قتل سردار

مکھن سنگھ و سپہ سالار امر سنگھ سے آگاہ ہوا، بہت تاسف و افسوس ہوا۔ اس وقت مہاراجہ نے بہ حالت غم جانب سردار ہری سنگھ سپہ سالار کشمیر کے اس مضمون کا پروانہ لکھا کہ سردار امر سنگھ مجیٹھ سردار مکھن سنگھ دونوں ملک ہزارہ میں قتل ہوئے۔ تم فوراً بلا انتظار حکم ثانی فوج کشی کر کے اور سرکشاں کو بشرط مقابلہ سزا دیکر ملک ہزارہ کو زیر حکم کرو۔ سردار موصوف بموجب حکم پروانہ مہاراجہ بعد ارسال کرنے عرضی اطلاعی حال روانگی خود بعد تیاری سامان و فوج بے شمار و اتواپ صاعقہ کردار کے کشمیر سے ۱۸۲۱ء میں جانب ہزارہ روانہ ہوا۔ اثنائے راہ میں گڑھی حبیب اللہ خان سے نجیب اللہ خان رئیس واسطہ کمک کے ہمراہ لیا اور قبل از پہنچنے سردار ہری سنگھ کے اقوام جدوناں و دیگر مرد ماں ملکی خبر پا کر قریب چالیس ہزار سپاہ کے مسلح و آمادۂ جنگ ہو کر اوپر راستہ مانگل کے ناکہ بندی کری تھی اس طرف سے لشکر سردار ممدوح پہنچا اور مقابلہ لشکر طرفین کا ہوا۔ جنگ سخت ہوئی۔ بہت آدمی طرفین کے کام میں آئے لیکن سکھاں نے ثابت قدمی کر کے جدوناں کو شکست دی۔ مردمان ملکی فرار ہوئے اور نجیب اللہ خان رئیس کو کہ بسبب لگنے ضرب گولی بندوق کے مجروح ہوا تھا۔ سردار ہری سنگھ نے رخصت کیا۔ القصہ سردار موصوف نے فتحیاب ہو کر مقام مانگل سے کوچ کر کے قصبہ نواشہر میں ڈیرا کیا اور وہاں ایک تھانہ مقرر کیا۔ پھر وہاں سے مع لشکر مظفر و منصور جانب سکندر پور گیا جس جگہ کہ اب قلعہ ہری پور کا ہے ڈیرہ لشکر کا کیا۔ اتفاق سے حالات حمیدہ صفات رئیس ابن رئیس قاضی غلام احمد کی سنتے۔ سردار موصوف واسطے ملاقات کے سکندر پور گیا۔ اول ہی ملاقات میں باستماع سخنان شیریں و چرب و نمکین زبانی قاضی موصوف کے بہت خوش ہوا اور سردار بار بار یہ کہتا تھا کہ شکر ہے آپ جیسے سیر چشم اور دانشمند سے ملاقات ہوئی۔ القصہ بہ صلاح و مشورت قاضی موصوف کی

اول بنیاد قلعہ ہرکشن گڈھ اور شہر ہری پور کی ۱۸۲۱ء میں ڈالی اور بموجب رسم اہل ہنود کے تیل بنیاد قلعہ و شہر پر چاروں طرف ڈالا گیا اور جابجا سے مردمان طلب کر کے آباد کئے اور شہر میں محلہ محلہ پانی کٹہ موسومہ رنگیلا کا جاری کرایا اور باغ بھی لگایا چنانچہ وہ باغ اب تک نام سردار سے مشہور ہے اور مردمان کہن سال ملکی کو طلب کر کے جملہ حال ملک کا دریافت کیا جو کہ سردار ہری سنگھ طریقہ ملک گیری و انتظام ملک میں مرد زیرک اور معاملہ رس تھا۔ بعد از دریافت حالات ملک بہ تعین سپاہ و سرداران لشکر تنبیہ و تادیب دے کر اور بعضوں کو عطائے خلعت و انعام اور بعضوں کو بہ شیریں زبانی سوائے سرداران تنول کے پورا تسلط اوپر ملک ہزارہ کے کر لیا اور کل عدالت مقدمات جزوی و کلی ملک کے سوائے مقدمات مذہبی گاؤ کشی کے سپرد قاضی موصوف کئے و بہ تعین سپاہ بیچہ اں باہتمام رئیس العظام قاضی غلام احمد جابجا قلعہ تعمیر کرائے اور بقدر مناسب قلعوں میں فوج مقرر کری مگر سرداران تنول و محمد خان ترین حاکم ملک ہزارہ و اقوام مشوانیاں گندھ گڑھ نے اطاعت سردار سے گردن پیچیدہ رکھے اور اکثر واقعات جنگ درمیان تناولیان و سردار موصوف کے وقوع میں آئے جو ہدیہ ناظرین باتمکین کئے جائیں گے۔

پانچویں داستان جنگ کرنا ہمراہ سربلند خان بن سرفراز خان سردار ہری سنگھ کا

جو کہ سردار ہری سنگھ امید رکھتا تھا کہ سردار سربلند خان نبیرہ صوبا خان قوم پلال رئیس شینگری میری اطاعت کرے گا اس واسطے مصلحتاً چندے خاموش رہا تھا جبکہ خبر فراہمی لشکر مقام منگلور

تو پھر سپہ سالار سکھاں نے ہری پور سے مع دس ہزار سپاہ سکھاں بعزم جنگ سربلند خان بپلال روانہ جانب موضع منگلور کے ہوا اور ادھر سے خان موصوف نے بہ جمعیت چھ ہزار سپاہ قلمی وملکی کے آمادہ ہو کر جنگ کری۔ اکثر مردمان طرفین ہلاک ہوئے شکست نصیب سربلند خان ہوئی۔ اس ضمن میں اقوام لابیال نے کہ جو شامل لشکر خان ممدوح کے تھے، سردار ہری سنگھ سے اتفاق کیا۔ سربلند خان خائف ہو کر مع عیال واطفال براہ موضع تندولہ بیل گاؤں میں سکونت پذیر ہوا۔ پھر وہاں سے بعد فراہمی لشکر اقوام مشوانیاں و اقوام تارخیلی جہت تاخت وتاراج قلعہ شیروان کے روانہ ہوا۔ بوقت پہنچنے شروان باندک جنگ وجدل سکھاں آٹھ ہزار روپیہ ضرب گندہ جو خزانہ قلعہ میں تھا وہ سربلند خان تصرف میں لایا۔ بعد غارت کرنے قلعہ شیروان مع سپاہ موضع سہکی میں آیا اور جہت حفاظت راستہ موضع دروازہ کے شیر محمد خان فرزند کلاں اپنے کو مع پچاس نفر سوار کے متعین کیا جبکہ سردار نے حالات قتل سکھاں وغارت ہونے خزانہ قلعہ شیروان کا سُنا، موردِ غم واندوہ ہو کر اول قمرالدین خان قوم لابیال کو وکیل اپنا مقرر کر کے بظاہر بپیغام بنا بر صلح وسلوک اور خفیہ جہت دریافت عزم سربلند خان روانہ کیا چنانچہ وکیل مذکور خدمت خان موصوف میں حاضر ہو کر از جانب سپہ سالار سکھّاں سخنان صلح آمیز کرنے لگا اور خفیہ سردار ہری سنگھ کو حال مقام وقیام خان موصوف سے خبر دی۔ اس کے دوسرے دن شباشب مع لشکر گراں سردار سکھاں موضع دروازہ میں پہنچا۔ یکایک مقابلہ لشکر سکھاں وشیر محمد خان فرزند سربلند خان کا ہوا۔ معرکۂ جنگ میں مع ہمرائیاں داد شجاعت دے کر ہلاک ہوا۔ اس ضمن میں سربلند خان خبر آمد لشکر سکھاں وحال قتل فرزند وملازمان متعینہ دروازہ سے آگاہ ہو کر بحالتِ غم

وانده قمرالدین خان لابیال کو بطریق استعجال پھانسی دے کہ آپ مع لشکر براہ کوہ شیروان و پھلڑہ و براہ گذر کوٹ کھبہ عبور دریائے اباسندہ ہو کر موضع چھنّی میں گیا اگرچہ سردار ہری سنگھ جہت گرفتاری سربلند خان سعی فراواں و کوشش بے پایاں مع لشکر عمل میں لایا مگر خان موصوف ہاتھ نہ آیا۔ لاچار سردار موصوف واپس ہری پور کو آیا چونکہ تین چار پرگنہ مثل کولائی و بدہنک و پھلرہ وغیرہ ملک موروث پائندہ خان سردار ہری سنگھ نے بہ تعین سپاہ و تعمیر قلعہ ہا کے اپنے قبضہ میں کر لی تھی اس سبب سے پائندہ خان بھی منتظر وقت و آمادۂ جنگ تھا۔ ایسے وقت میں سردار نے بہ تدبیر و منصوبہ ایک نامہ بوعدہ مسترد ملک موروث بشرط گرفتاری سربلند خان بنام اسمی پائندہ خان ۱۸۲۳ء میں تحریر کیا۔

نامہ سردار ہری سنگھ اسمی پائندہ خان

لکھا یوں کہ سردار پائندہ خاں — جواں بخت دانا و روشن رواں
گرامی و نامی و نیکو سیر — شجاعت کے بیشہ کا وہ شیر نر
خوش و خورم و شاد چنداں رہے — گرو جی ہمیشہ نگہباں رہے
خلاصہ یہی مطلب کا اسے ہوشمند — گرفتار ہو جائے گر سربلند
اور آجائے یاں ہو کے وہ دستگیر — تو عبرت سے مر جائیں سارے شریر
تجھے ملک موروث دوں سربسر — رکھوں تیرے احساں کا افسر بسر
کیا میں نے نامہ کو اس جا تمام — نہ ہو طول باقی دعا والسلام

جواب نامہ پائندہ خان

لکھا اس کا پائندہ خاں نے جواب
کہ اے سرورِ مہ دل و کامیاب

وہ نامہ محبت کا بالکل بھرا
کبھی آنکھ پہ گاہ سر پہ دھرا

شرف سے ہوا آسماں جاہ میں
ہوا اس کے مضموں سے آگاہ میں

توقع جو قسمت زبردست ہو
سرِ سر بلند ایک دن پست ہو

جو موقع ملے گا نہ ہوگی درنگ
کروں گا اسے بستۂ قید تنگ

تیرے پاس فی الفور پہنچاؤں گا
جو فرماں ہے تیرا بجالاؤں گا

چھٹی داستان احوال جنگ رئیسان ہزارہ ہمراہ سردار ہری سنگھ مقام ہڑناڑہ وشکست پانا سردار ہری سنگھ کا

میرہن لائے شائقین ہووے کہ ۱۸۲۳ء میں محمد خان ترین رئیس گل ڈھیری و محمد صالح و حسن علی ملکال سری کوٹ و دیگر رئیسان نامدار نے آپس میں اتفاق کر کے لشکر گراں مردمان ملکی و اقوام مشوانیاں بعزم جنگ سردار ہری سنگھ بمقام ہڑناڑہ فراہم کر کے آمادۂ جنگ ہوئے و سردار سربلند خاں پنہ پلال بھی موضع چنی سے خبر سُنکر شمول لشکر ملکی کے ہوا جملہ لشکریان و سرداران ملکی نے یہ عہد کیا کہ ہم اس جنگ میں کوتاہی نہ کریں گے جو ہو سو ہو۔ سردار ہری سنگھ بھی خبر فراہمی لشکر اقوام مشوانیاں و محمد خان ترین و سربلند خان پلال سنکر بالشکر فراواں و سازو سامان بے پایاں ہری پور سے روانہ ہو کر موضع ہڑناڑہ میں پہنچا۔ غرضیکہ دونوں لشکر کا

مقابلہ ہوا۔ طرفین کے شمشیر و تیر و تفنگ پہ ہاتھ پڑے، خوب کارزار ہوئے۔ بہت مردمان لشکر سکھاں و ملکی معرکہ جنگ میں کام آئے۔ از انجملہ سردار جیمل سنگھ مجیٹھ و دیوان رام دیال روشناس سرداراں نامی لشکر سکھاں سے میدانِ جنگ میں مارے گئے اور سردار ہری سنگھ بھی زخمی ہوا۔ اس معرکہ میں سکھاں کو شکست ہوئی۔ سردار موصوف میدان سے واپس ہو کر مع بقایا لشکر ہری پور میں آیا اور ایک عرضی بحضور مہاراجہ رنجیت سنگھ درباب حالات شکست و مارے جانے سردار جیمل سنگھ و دیوان رام دیال کے گذارش کری۔ بہ استماع اس کے مہاراجہ موصوف بہ استعجال تمام بلا مقام مع افواج بے شمار و توپ خانہ آتشباز کے لاہور سے روانہ ہو کر با توزک و نشان ہزارہ میں پہنچا۔ سربلند خان و محمد خان ترین و راجہ ہاشم خان مع عیال و اطفال و اقوام مشوانیاں بخوف و بیم لشکر مہاراجہ آنروی دریائے اباسندھ عبور ہو کر موضع بارہ گیارہ ملک یاغستان میں پناہ لے گئے اور جبکہ دائرہ دوست مہاراجہ صاحب ہری پور سے بمقام تربیلہ پہنچا۔ اس وقت سردار پائندہ خان بہ بیم و سطوت لشکر مہاراجہ امب سے مع خزائن و اسباب موضع دیگر اور انت توم امازیاں میں قیام پذیر ہوا اور بمقام تربیلہ راجہ ہاشم خان ترک و محمد خان ترین قاتل سردار مکھن سنگھ بہ وساطت مصر دیوانچند خدمت مہاراجہ صاحب میں حاضر ہو کر بعد معافی جرم مورد الطاف و خلعت و انعام ہوئے کہ وہ اپنی اپنی وراثت میں آباد ہوئے اور سربلند خان نے موضع بارہ گیارہ سے براہ چینی خدمت خلیفہ سید احمد بریلوی بمقام پنجتار حاضر ہو کر بیعت حاصل کری اور مہاراجہ رنجیت سنگھ بعزم تنبیہ و تادیب مفسدان و سرکشان مفرور مع لشکر دریائے اباسندھ سے پایاب عبور ہو کر تا موضع منڈی گیا اور وہاں بمعاینہ راہ سخت درہ پہاڑ دشوار گذار عزم تنبیہ مفسداں فسخ کر کے مقام موضع منڈی سے سنی

واپس ہو کر بعد عبور دریائے اباسندھ تربیلہ میں مقام کیا۔ غور کرنا چاہیے کہ عبور ہونا ایسے دریائے عظیم الشان کا ، بجز درستی اقبال مہاراجہ صاحب اور کیا تصور کیا جاوے اور پائندہ خان خبر واپسی لشکر مہاراجہ سنکر موضع دیگر اسے واپس انب میں آیا۔ القصہ بعد تخریب و تادیب اقوام مشوانیاں کے مہاراجہ براہ ہری پور نہضت فرمائے لاہور ہوا۔ اس وقت سردار ہری سنگھ نے موقع پا کر عوض خون سردار لکھن سنگھ محمد خان ترین کو قید کر کے بوساطت کھلانے آرد و نمک برابر کے ہلاک کر کے انتظام ملک میں مصروف رہا۔

ساتویں داستان مسمار کرنا قلعہ دربند پائندہ خان کا بہ کمک لشکر حسن زیان و مداخیلاں در ۱۸۲۵ء

جب سے کہ پرگنہ کولائی و بدہنک و بھیلملہ وغیرہ ملک موروثی پائندہ خان پر قبضہ سکھاں نے کر لیا تھا۔ اس سبب سے خان موصوف درپے تدبیر جنگ رہتا تھا۔ آخر کار ۱۸۲۵ء میں لشکر جہت کمک اقوام حسن زیان و مداخیلان یاغستان سے طلب کر کے ساتھ اس اقرار کے انب میں فراہم کیا کہ جو اسباب اندر قلعہ دربند کے ہو گا وہ افغانان مذکور کا ہو گا۔ القصہ خان موصوف نے آنزوی دریائے اباسندہ سے عبور ہو کر محاصرہ قلعہ دربند کا کیا۔ بعد جدال و قتال بشن سنگھ قلعدار و دو سو قوم سکھ کی قلعہ دربند مسمار کر کے جملہ اسباب قلعہ تاخت و تاراج کیا اور جو کھتریان بازار دربند اندر قلعہ کے پناہ لے گئے تھے منجملہ ان کے گوردیال و پوریا و میری وہڑوائی بازار دربند کو قتل کیا اور باقی کھتریاں کو حسن زیان قید کر کے مع اسباب غنیمت قلعہ کے لے گئے اور سردار پائندہ خان بعد تاخت و تاراج قلعہ آنزوی دریائے

قصبہ انب میں گیا اور ملکان حسن زیان نے بعد وصول جرم زر معقول فی کس کھتریاں کو رہا کیا جبکہ سردار ہری سنگھ نے حال مسماری قلعہ و قتل سپاہ متعینہ قلعہ دربند کا سنا ہری پور سے مع لشکر آیا۔ اور سپاہ سکھاں بعد تعمیر قلعہ متعین کری الّا کچھ تدارک پائندہ خان کا نہ کر سکا اور واپس ہری پور گیا۔

آٹھویں داستان بیان شب خون مارنا پائندہ خان کا اوپر تربیلہ کے بیچ ۱۸۲۶ء کے

پائندہ خان مع دو سو سواراں و پانچسو پیادگان و مہندا خان و رحمٰ احمد اران کے اول جانب موضع بھکہ کوئی گیا بعد اس کے شبا شب براہ چند ور و گندف اوپر تربیلہ کے شبخون مارا۔ اثاث البیت سکنائے تربیلہ کا تاخت و تاراج کیا۔ افغانان تربیلہ غفلت خواب سے بیدار ہو کر بعد فراہمی و کمر بندی مردماں مقابلہ لشکر خان موصوف کا کیا۔ بسبب کمی مردماں جنگ جو افغانان تربیلہ پسپا فرار ہوئے مگر جہانگیر گوجر اس معرکہ میں از دست تناولیاں قتل ہوا۔ بوقت پسپا ہونے افغاناں کے پائندہ خان نے حکم دیا کہ دو چار عورتیں افغاناں تربیلہ و کھتریاں کی گرفتار کر کے لاؤ۔ القصہ سپاہ خان موصوف کھتریاں و چند عورات افغاناں و کھتریاں کو گرفتار کر کے لائے چونکہ قلعہ تربیلہ میں تین سو سکھ و فتح سنگھ قلعدار تھا بسبب رعب پائندہ خان ایک شخص قوم سکھ بھی قلعہ سے باہر نہ نکلا بلکہ دروازہ قلعہ کا بند کر لیا۔ پائندہ خان مظفر و منصور مع اسباب غنیمت و اسیران کے داخل قصبہ انب ہوا۔ زنان کھتریاں و ہم کھتریاں و عورات افغاناں کو برائے چندے عبرۃً قید میں رکھا۔ آخر کار بہ منت و سماجت جرگہ حمید خان و دولہ خان سکنائے کھبل و کیا زنان افغانان تربیلہ و کھتریاں و ہم زنان کھتریاں کو رہا کیا مگر منجملہ ان کے مسماۃ دئی قوم کھترانی کہ صاحب جمال تھی و جواہر کھتری کو بشرف اسلام مشرف کیا۔ اس داستان سے صاف ظاہر ہے کہ پورا انتظام سکھاں کا اوپر تنول کے موصوف نے نہیں ہونے دیا اور اسی طرح اوپر مانسہرہ و شنکاری وغیرہ کے چند بار سردار پائندہ خان نے شبخون مارا۔ باوجود موجود ہونے فوج گراں سکھاں کے

گدازو ہزاراں درد و داغ حاضرِ خدمت ہو کر بیعت کا دم بھرا۔

ابیات

کہا بعد بیعت کے پائندہ خاں　　میرا دشمنِ جاں ہے نامہرباں
نہیں ہاتھ سے اس کے مجھ کو قرار　　نہایت پریشاں ہوں اور خوار و زار
غرض کہہ سنایا سبھی ماجرا　　نہ پنہاں رکھا حال دل میں ذرا
خلیفہ نے اس کو دیا یہ جواب　　کہ اے مردِ ناداں نہ کھا پیچ و تاب
کہ جلدی بہ توفیقِ فضلِ اِلٰہ　　میں ہوتا ہوں از بہرِ دیں رزم خواہ
دکھا دوں گا تجھ کو جو ہے زندگی　　نہ پائندہ ہو گا نہ پائندگی
تجھے ملک موروث دلواؤں گا　　حکومت کی مسند پہ بٹھلاؤں گا

القصہ پھر[1] تو خلیفہ نے نسبت پائندہ خان فتوٰی کفر کا دیکر مع مولوی محمد اسمٰعیل و لشکر غازیان برہمونی سربلند خان و مدد خان عزمِ جنگ پائندہ خان پر مستعد ہوا۔ ان روز وں قصبۂ اَب محاذی کر بلیاں آنزوی دریائے اباسندہ آباد تھا۔ خلیفہ نے مع لشکر پنجتار سے کوچ کر کے بعد طے منازل موضع کنیر ڑی میں مقام کیا۔ اِدھر سے پائندہ خان مع رحمت اللہ خان جمعداران و افواج قلمی و ملکی

---

[1] صحابہ کرام جہاں جاتے وہاں کے باشندے ان کے حسنِ خلق، حسنِ عمل اور حسنِ عقیدہ سے اس قدر متاثر ہوتے کر دل و جان فرشِ راہ کر دیتے اور کامیابی ان کا استقبال کرتی، اس کے برعکس شاہ اسمٰعیل دہلوی اور "مجاہدین" کے لشکر کے ساتھ صوبۂ سرحد پہنچے میں تو وہابیانہ تشدد سے کام لیکر احناف کے معمولات کو کفر و شرک قرار دیتے ہیں، اپنے ہر مخالف کو بے دھڑک کافر کہتے ہیں پائندہ خان ایسے سکھوں کے شدید دشمن کو محض اس لئے کافر کہہ کر گردن زدنی قرار دیتے ہیں کہ اس نے سید صاحب کی بیعت سے انکار کر دیا تھا۔ اس تشدد کا نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت مولانا اخوند عبدالغفور قدس سرہ (سوات شریف) ایسے باثر عالمِ دین اور اپنے دور کے شیخ المشائخ مرشدِ طریقت ابتداءً سکھوں کے ساتھ جہاد کے نام پر ساتھ دیتے ہیں لیکن وہابیانہ عقائد اور تشدد دیکھ کر الگ ہو جاتے ہیں، اغیور پٹھانوں کی بیوہ لڑکیوں سے یہ مجاہدین جبراً نکاح کر لیتے ہیں۔ اس سے عوام میں بھی مخالفت کے شعلے بھڑک اٹھتے ہیں، ان حالات میں یہ کچھ بعید نہیں ہے کہ سید صاحب اور شاہ اسمٰعیل دہلوی کے قتل میں مسلمانوں کا عمل دخل ہو اور یہ حقیقت ہے کہ یہ "مجاہدین" اکثر مواقع پر صوبہ سرحد میں مسلمانوں کے خلاف ہی شمشیر بکف رہے ۱۲
محمد عبدالحکیم شرف قادری

بحالت شبخون کوئی مقابلہ خان موصوف کا نہ کر سکا سکھ و رعایا کا نام پائندہ خان کا سنتے ہی دل تھرتھرا جاتا تھا۔ ایسا رعب پائندہ خان کو پروردگار نے دیا تھا اور بار بار سردار ہری سنگھ بنظرِ انتظام و رفاہ رعایا خان موصوف کو پیام بھیجتا تھا واسطے سلوک و صلح کے اور خان ممدوح بموجب وصیت باپ کے سردار ہری سنگھ سے ملاقات نہ کرتا تھا اگرچہ بہ فاصلہ دو دو کروہ کنارہ دریائے اباسندہ کے قلعہ جات میں سپاہ متعین تھی مگر پائندہ خان موقع سے قابو پاکر عبور دریا ہو کر تاخت و تاراج کر کے اسباب غنیمت تصلہ نب کو لیجاتا تھا اور سپاہ سکھاں سے کچھ انتظام خان موصوف کا نہ ہوتا تھا۔ دلیروں کا زہرہ نام پائندہ خان سے پانی ہوتا تھا اور سپاہ کو خان ممدوح اسباب غنیمت سکھاں و رعایا سے مشاہرہ دیتا تھا۔

نویں داستان جنگ خلیفہ سیّد احمد بریلوی ملقّب بہ سید پادشاہ و مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی ہمراہ سردار پائندہ خان

راویانِ معتبر بچشم دیدہ نقل کرتے ہیں کہ ۱۸۳۰ء میں خلیفہ سیّد احمد سرگروہِ وہابیاں نے یار محمد خان حاکم پشاور و کوہاٹ برادر دوست محمد خان والی کابل کو بہ پشت گرمی لشکر غازیان شکست دی اور ملک پشاور و کوہاٹ پر قبضہ کر کے اپنے تھانہ جات مقرر کئے اور بہ لقب سید بادشاہ مشہور ہوا۔ فتح خان رئیس پنجتار و دیگر سرداران و رئیسانِ ملک اور سربلند خان قوم پلال جوق در جوق پیرو بیعت خلیفہ ہو کر مقام پنجتار میں فراہم تھے الا سردار پائندہ خان نے خلیفہ کی بیعت نہ کی لہذا خلیفہ جانب پائندہ خان سے بدگمان تھا آخر بہ نظر مصلحت خلیفہ موصوف مع مولوی اسمٰعیل بمقام موضع عشرہ پائندہ خان سے ملاقی ہوا اور وقت ملاقات خلیفہ نے کمال چرب زبانی و شیریں بیانی سے قصہ بیعت کا چھیڑا مگر سردار موصوف نے سوائے لیت و لعل جواب صاف نہ دیا۔ ناچار خلیفہ مع مولوی محمد اسماعیل واپس پنجتار میں آیا۔ اس اثنا میں سردار مدد خان برادر خورد سردار پائندہ خان نے بصد سوز و

سوار و پیادہ متصل موضع مذکور آموجود ہوا اور لشکر طرفین میں آتش قتال شعلہ زن ہوئی۔ اس روز کی گیر و دار اور کشت و خون کا کیا بیان کیا جائے کہ سینہ خامہ چاک اور دفتر آلودہ بخاک ہے۔ فوج پائندہ خان سے مسمیان عظیم قوم حجام و خانباز و ہاشم علی و کمال و سعداللہ کام آئے اور سید محمد و نور محمد و مہنداخان جمعدار زخمی ہوئے۔ خلیفہ کے بھی بہت سے ہمراہی کسوت حیات سے عریان و بے جان ہوئے۔ نفس الامر میں خلیفہ سید احمد کی سپاہ نے نہایت داد مردانگی دی۔ ابیات سرانجام غازی ہوئے چیرہ دست۔ ہوئی قوم ہندوالیوں کو شکست ٭ فراری ہوا واں سے پائندہ خان روانہ ہوا مثل تیر از کماں ٭

پائندہ خاں گردش زمانہ ناہنجار سے تنگ آکر شکست فاش کھا کر اس روز مقام انب سے مع عیال و اطفال و اسباب دریائے اباسندہ سے اتر کر براہ موضع بانڈی کے موضع شمدہرہ علاقہ اگرور میں وارد ہوا۔ دوسرے دن خلیفہ انب میں تشریف لایا، دام چرب زبانی بچھا کر درس وعظ کا دانہ بکھیرا۔ اور آہستہ آہستہ ملک تنول کو سنگوا لیا تمام رعایائے تنول مطیع خلیفہ ہوگئی تب خلیفہ نے اپنے ہمشیرہ زادہ مولوی احمد علی کو پانچسو نفر پیادہ کی جمعیت دے کر باتالیقی سربلند خان سردار مدد خان برادر پائندہ خان و محمد عباس براد انتظام ملک جانب موضع پھلڑہ روانہ کیا اِلّا حسب وعدہ پرگنہ پھلڑہ سردار مدد خان برادر پائندہ خان کو عطا نہ فرمایا۔ الحق حکومت کی چاٹ بلا ہے نہ کچھ عہد ہے نہ وفا ہے۔ الغرض ملک تنول پر حکومت خلیفہ کی ایک چھ ماہی مع الخیر گذری اور معاملہ یعنی محصول ایک فصل کا خلیفہ نے وصول کیا۔ یہ حال دیکھ کر پائندہ خان کا دم ناک میں آیا سخت گھبرایا۔ ہر طرح دہن لڑایا، کچھ بن نہ آیا۔ آخر ایک عجز آمیز خط بہ طلب کمک سردار ہری سنگھ کے نام جو اس وقت بہ خوف فساد خلیفہ سید احمد مع لشکر

قلعہ مانسہرہ میں مقیم تھا ارسال کیا خلاصہ اس کا یہ ہے :

نظم

کہ اے ملک گیر ولایت ستاں — رہے دائما تیرا نام و نشان
تو سردار ہے اور میں فرماں پذیر — تو دولت مآب اور میں مسکیں فقیر
سنا ہوگا قصہ میرا سر بسر — ہوا کس طرح بخت زیر و زبر
نہ لشکر رہا اور نہ اسباب و مال — نہ عزت نہ حرمت نہ جاہ و جلال
خلیفہ نے نیچا دکھایا مجھے — زمانہ نے کیا کیا ستایا مجھے
نہایت حزیں ہوں نہایت تباہ — نہیں جز تیرے کوئی جائے پناہ
کمک کو میری بھیج جنگی سپاہ — رہوں گا ہمیشہ تیرا نیک خواہ
ڈگے گا نہ راہِ وفا سے قدم — پھرے گا نہ خط دعا سے قلم
گذشتہ جو قصہ ہے دل سے بھلا — میری کجروی تو زباں پر نہ لا
درم ناخریدہ سمجھنا غلام — لکھوں اور کیا بس فقط والسلام

جب یہ خط سردار کی نظر سے گذرا بسکہ گرگ باراں دیدہ تھا اول جمیع پہلو اس نے بہ تامل تمام سوچے یہاں تک کہ رائے متین نے یوں مشورہ دیا کہ خلیفہ سید احمد اور پائندہ خان اپنے دونوں دشمن ہیں اور خلیفہ ملک تنول کو فتح کر چکا ہے آئندہ ملک پکھلی ہیں ہاتھ ڈالے گا ملک ستانی کا حوصلہ نکالے گا۔ پائندہ خان کو کمک دیکر خلیفہ سے لڑوانا عین مصلحت اور محض صلاح وقت ہے بہرحال ایک نہ ایک دشمن نابود ہوگا ہر طرح اپنا سود ہوگا خس کم جہاں پاک غرض نشیب و فراز سوچ سمجھکر جواب

لکھوایا۔

ابیات

کہ اے خان پائندہ غمگیں نہ ہو　　خدا پر نظر کرکے خود بیں نہ ہو
یونہیں ہے نشیب و فراز جہاں　　کبھی آسماں ہے کبھی ریسماں
مگر مرد کو عزم درکار ہے　　بہرحال ہمت سزاوار ہے
نہیں ہے کمک سے مجھے انحراف　　ولے بات سن لے میری صاف صاف
کہ اپنے جہانداد فرزند کو　　یہاں بھیج دے مدت چند کو
برسم گرو وہ رہے میرے پاس　　کہ ہم تم رہیں روز و شب بے ہراس
یقیں جاننا جب وہ آیا یہاں　　اسی وقت کردوں گا لشکر رواں
پسر کو نہ بھیجا گر اسے نامدار　　تو پھر کس کی فوج اور کہاں اعتبار

سوائے اس کے پرگنہ پھلڑہ کا جس پر ہندوستانی مجاہد قابض ہیں بذات خاص لڑ بھڑ کر خالی کراؤں گا۔ قصہ کوتاہ بقول صاحب الغرض مجنوں سنگ آمد سخت سردار موصوف نے اپنے فرزند دلبند جہانداد خاں کو برسم گرو سردار ہری سنگھ کی خدمت میں بھیج دیا تب سردار مذکور نے دو پلٹن جنگی مع سامان جنگ پائندہ خاں کی مدد کو روانہ کیں اور خود مع سردار مہاسنگھ اور فوج کشمیر سکھاں کی مانسہرہ سے طرف پھلڑہ بارادہ جنگ ہندوستانیاں شتابا شب راہ پیما ہوا۔ جب یہ خبر اس طرف پہنچی مولوی احمد علی اور اس کے ہمراہی ہندوستانیوں نے بہ صواب دید سربلند خان و مدد خان و محمد عباس اتالیق گذر دریائے سرن پہ ناکہ بندی کی۔ عاقبت الامر اسی گذر پہ دونوں لشکر ملاقی ہوئے اور طرفین سے خونریزی اور کشش و کوشش بروئے کار آئی ہندوستانیوں نے

ازراہِ شجاعت دو مرتبہ لشکر مہاسنگھ کو پسپا کر دیا۔ کسی قدر جوان سکھوں کی طرف سے کام میں آئے۔ اس واردات کو دیکھ کر سردار ہری سنگھ سپہ سالار مہاسنگھ پر خشمناک اور بذاتِ خود حملہ آور ہوا۔ بسبب ہجوم و غلبہ سکھاں ہندوستانیوں کو کنارہ دریائے سرن سے ہٹنا پڑا۔ ایک صاف میدان میں سروں کو کفِ دست پہ رکھ کر گرم خریداری جنس مرگ ہوئے۔ اس وقت سردار بلند خان اور سردار مدد خان اور محمد عباس اتالیق نے مولوی احمد علی کو متفق اللفظ باصرار تمام سمجھایا بجھایا کہ مولٰنا آج رنگ جنگ بے رنگ ہے، کیا جانے قضا کا کیا نیرنگ ہے، عرصۂ حیات تنگ ہے بہتر یوں ہے کہ یہاں سے کنارہ کش ہو کر خلیفہ صاحب کی خدمت میں چلئے۔ بعد صلاح و مشورہ باتفاق ہمدیگر جلیسا مناسب وقت ہو گا عمل میں آئے گا۔ احمد علی کے سر پر قضا کھیل رہی تھی، صاف انکار کیا۔ مجبوراً تینوں ناصحوں نے مولوی سے ایک ایک نوشتہ لکھوا لیا تا کہ ان پر خون مولوی کی تہمت نہ آئے، بلندی کوہ پر چڑھ کر تماشا دیکھتے رہے۔ سکھوں نے ہر چہار طرف سے ہندوستانیوں کو گھیر لیا۔ طرفین دل کھول کر خوب لڑے دل کا بخار خوب نکالا۔ لشکر سکھاں پیادہ و سوار چار ہزار سے کم نہ تھا اور ہندوستانی بیچارے کل پانچسو آدمی بایں ہمہ قریب ایک ہزار سکھ کے کھیت رہے۔ ہندوستانیوں کی کچھ نہ پوچھئے سب مع مولوی احمد علی زندگی سے سیر میدان میں ڈھیر ہوئے۔ صرف دو ہندوستانی رام پور کے لڑاک نہایت چالاک و بیباک مثل فیل مست عرصہ نام و ننگ میں جھومتے رہے۔ جو سامنے آیا عدم کا رستہ بتایا۔ سردار ہری سنگھ نے بآواز بلند اپنی فوج سے کہا کہ خبردار ایسے شیرانِ جرار کو کوئی گولی یا بھالے سے نہ مارے جسے جرأت ہو تلوار کا وار کرے۔ دونوں مرد تبر دڑے بہادر، دریائے شجاعت کے بے بہا دُر تھے

کوئی دلیر بخوف جان اُن سے تلوار نہ کر سکا۔ تاب نہ لا کر بھاگ گئے۔ انجام ایک ہندوستانی کسی سکھ کے ہاتھ سے بضرب شمشیر آبدار گلگونہ زدی خاک ہوا یعنی ہلاک ہوا، دوسرا تنہا رہ گیا ایسے وقت میں ایسے رفیق سے چھوٹنا طالع کی واژونی قسمت کا پھوٹنا ہے۔ دشمن غالب کے حواس جمع فتح و ظفر سامنے دل قوی جمعیت کثیر ایک اور سکھ تلوار لے کر مثل نہنگ خونخوار اس ہندوستانی پر آیا مگر واہ رے ہندوستانی ذرا ابرو پہ بل نہ لایا۔ بڑی کرّ و فر سے سکھ پہ تیغ بے دریغ چلائی۔ سب کام خدا کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ زبان تیغ از بسکہ خون کی پیاسی تھی، وہاں قبضہ سے نکل پڑی۔ اب شیر دلیر کی جلادت دیکھئے کہ فی الفور اچھل کر اس ہم آورد سکھ کا گلوگیر ہوا، گویا اس کے گلے کی زنجیر ہوا اور دندان جانستان سے دشمن کا گلا چبا ڈالا۔ ذرا تسمہ لگا نہ رکھا، پھر ایسی کشمکش میں سکھ کی تلوار بھی کاری زخم دے گئی۔ دونوں حریف گر کے موت کے ہاتھ سے مات ہوتے طعمۂ کرگ ممات ہوتے بعد خرابی ہندوستانیاں و فتح و فیروزی سکھاں سربلند خان و سردار مدد خان و محمد عباس پہاڑ سے اتر کر خلیفہ سید احمد کی خدمت میں حاضر ہوتے، کل ماجرا سنایا اور بریّت نامہ اپنا دستخطی مولوی احمد علی مقتول جو اسی دن کیواسطے لکھوا لیا تھا، پیش کر دیا کہ اس معاملہ میں ہمارا کچھ قصور نہیں، قضاء و قدر کا مقابلہ کسی کا مقدور نہیں حتی بالوسع شرط نصیحت بجا لائے۔ اجل کو کیا کیجئے درد لاعلاج ہے وہی کل وہی آج ہے خلیفہ نے بہت افسوس کیا۔ مولوی احمد علی کی قبر بھیلڑہ میں ہے۔ سردار ہری سنگھ فتح کے جوش میں شادیانہ بجوا کر اور اپنے مردوں کو برسم ہنود گار اب کر چھاؤنی مانسہرہ کو واپس گیا۔

داستان دسویں جنگ سکھّاں ہمراہ لشکر خلیفہ سید احمد بریلوی اور شکست پانا اس کا

جن دنوں سکھوں کی دو پلٹنیں پائندہ خاں کی کمک کو آئی تھیں۔ خان موصوف نے ایک ہفتہ تک

ان کی ضیافت کی. رنگارنگ کھانے کھلائے پلائے، تمام لشکر کو بندۂ احسان بنایا. بعد ہفتہ کے پایندہ خان نہایت شان و شوکت اور ساز و سامان کے ساتھ بمعیت لشکر مذکور کمر ہمت چست باندھ کر موضع چھبڑ بائی میں آیا وہاں ہندوستانی جمع تھے. دونوں فریق صف آرا ہو کر سرگرم نام و ننگ اور مصروف جنگ ہوئے. بہت سے غازی سکھوں کے ہاتھ سے ملک بقا کو گئے، کچھ سکھ بھی ضائع ہوئے مگر نہ اس قدر، حاصل کلام موضع چھبڑ بائی میں ہندوستانیاں کو شکست فاش نصیب ہوئی، پائے ثبات اکھڑ گیا. بقیۃ السیف منہزم ہو کر بمقام انب پاس خلیفہ سید احمد کے آئے خلیفہ نے براہ دور اندیشی مع لشکر غازیاں جانب پنجتار عنان عزیمت منعطف کی اور پائندہ خان بدستور اپنے ملک پر قابض و متصرف ہوا. ابیات

خزاں کے گئے دن پھر آئی بہار. ہوا دور صحن گلستاں سے خار ؛ وہی چہچہا اور وہی خوشدلی. کلی دل کی مثل گل تر کھلی ؛ ہوا بندوبست از سر نو تمام. اطاعت میں سرگرم سب خاص و عام ؛

قصہ مختصر بعد بندوبست و اطمینان خان موصوف نے افسران و سپاہ سکھاں کو بقدر مراتب انعام و خلعت عطا کر کے رخصت اور سردار ہری سنگھ سپہ سالار سے اپنا فرزند جہانداد خان کو طلب کیا. سردار نے جہانداد خان کو اجازت معاودت کی نہ دی بدستور زیر نظر رکھا مطلب دلی سردار کا یہ تھا کہ سردار پائندہ خان خود آ کر ہم سے التجا واسطے رہائی فرزند کے کرے لے ور خان موصوف کو اپنے باپ کی وصیت یاد تھی اس لئے کسی حاکم سے نہ ملتا تھا اور خلیفہ نے پنجتار سے سردار سربلند خان و سردار مدد خان و محمد عباس کو رخصت کیا چنانچہ سردار سربلند خان بذریعہ مشیران خاص سردار ہری سنگھ سے ملتجی امن و پناہ کا ہوا سپہ سالار سکھاں نے بنظر علو ہمتی کے جرم خان موصوف کا معاف فرما کر جاگیر جوڑا پنڈ کی عطا فرمائی کہ خان موصوف مع عیال و اطفال موضع مسطور میں آباد ہوا.

گیارہویں داستان جنگ پائندہ خان ہمراہ لشکر سکھاں در ۱۸۳۲ء بمقابلہ قلعہ قادر آباد و بیان قید جہانداد خان تا ہفت سال در لاہور

جبکہ سردار ہری سنگھ نے جہانداد خان فرزند پائندہ خان کو رخصت نہ کیا، بدستور نظربند رکھا۔ خان موصوف نے واسطے رہائی فرزند اپنے کے عزم تسخیر قلعہ قادر آباد کا کہ برابر موضع عشرہ اِس رُوئے دریائے اباسندہ کے واقع تھا کیا اور قلعہ قادر آباد میں فتح خان قلعدار مع سپاہ سکھاں تھا۔ الغرض خان موصوف نے امیر خان برادر خورد اپنے کو مع رحمت اللہ احمد اللہ مع پانچسو پیادگان موضع عشرہ سے بعد عبور دریائے اباسندہ حملہ اوپر قلعہ قادر آباد کے کرایا۔ فتح خان قلعدار سپاہ سکھاں باوجود موجود ہونے جملہ سامان جنگ کے بسبب رعب پائندہ خان بے جنگ فرار ہوئے۔ قلعہ کو خالی چھوڑ گئے۔ بہت اسباب و ذخیرہ قلعہ ہاتھ تناولیاں کے لگا اور امیر خان برادر خرد پائندہ خان مع سپاہ کے قلعہ میں قابض ہوا۔ سجدۂ شکر بجا لا کر شادیانۂ فتح بجوایا اور فتح خان نے ہری پور جا کر سردار ہری سنگھ کو خبر کری۔ سردار موصوف نے بہ جمعیت بائیس ہزار فوج سکھاں و اتواپ و سامان بے پایاں کے روانہ ہو کر موضع ڈیرا میں مقام کیا اور جہانداد خان کو بھی بہ حراست ہمراہ لایا۔ مختصر تین ماہ تک اوپر قلعہ قادر آباد کے لڑائی رہی۔ سردار موصوف قلعہ نہ لے سکا۔ سبب اس کا یہ تھا کہ امیر خان اندر قلعہ سے ضربات بندوق پے در پے اور پائندہ خان برابر موضع عشرہ آنروی دریائے اباسندہ سے ضربات توپ لشکر سردار ہری سنگھ کو مارتا تھا۔ سکھاں مارے خوف جان کے پیش دستی نہ کر سکتے تھے۔ آخر کار سردار ہری سنگھ نے جہانداد خان فرزند پائندہ خاں کو توپوں کے

مورچوں کے آگے بند ہوا کر لٹکا دیا اس میں منشا سردار کا یہ تھا کہ پائندہ خان مارنا توپوں کا
واسطہ محبت فرزند اپنے کے بند کرے مگر خان ممدوح مار نے توپوں سے بند نہ ہوا اور امیر خان
بھی قلعہ قادر آباد سے ضربات بندوق لشکر سکھاں کو مارتا تھا رضاء الٰہی سے کچھ آسیب
جہانداد خان فرزند خان موصوف کو نہ پہنچا۔ سردار ہری سنگھ مرد منصوبہ باز جہاندیدہ تھا،
بہ عہد و پیمان خان موصوف کو کہلا بھیجا کہ اول قلعہ خالی کرو کہ فرزند تمہارے کو باعزاز رخصت
کیا جاوے گا۔ القصہ پائندہ خان نے قلعہ قادر آباد کو خالی کرایا اور امیر خان برادر اپنے کو مع
سپاہ واپس بلایا اس وقت سردار ہری سنگھ نے ایک پلٹن جنگی اندر قلعہ قادر آباد کے مع سامان
جنگ متعین کری اور موضع ڈیرہ میں بنظر انتظام ملک و رفع فساد پائندہ خان چھاؤنی لشکر کی مقرر
کری، وہاں سے آپ سردار موصوف مع جہانداد خان جانب لاہور بخدمت مہاراجہ رنجیت سنگھ کے
روانہ ہوا۔ بعد طے مراحل لاہور میں پہنچکر سردار موصوف پائندہ خان کے الف کو دور کر کے بموجب
رسم پنجاب عرض کرنے لگا کہ مہاراجہ صاحب پیندہ بڑا زبردست اور شجاع و بہادر و متفنی ہے
اس سے کوئی عہدہ برآ نہیں ہو سکتا، پیندہ قلعہ قادر آباد پر قابض ہو گیا تھا، بہ ہزار حیلہ
پیندہ سے قلعہ قبضہ میں لاکر جہانداد خان فرزند اس کے کو حاضر حضور لایا ہوں، اس وقت مہاراجہ
نے فرمایا کہ پیندہ تو ہے مگر نام اس کا کیا ہے کیونکہ مہاراجہ نے برواج ملک پنجاب پائندہ خان
کے الف کو دور کر کے پیندہ کے معنی حملہ کر کے پڑنے والا سمجھا تھا۔ پھر سردار موصوف نے عرض
کیا کہ خود نام اس کا پیندہ ہے چنانچہ یہ بات اب تک واسطے قہقہہ کے زبان زد مردمان
ہزارہ کے ہے الغرض نسبت جہانداد خان مہاراجہ نے یہ حکم دیا بیت نہ حاضر ہو جبتک
کہ اس کا پدر۔ جہانداد قیدی رہے بے خطر ۔ جبکہ چھ برس جہانداد خان کو قید مہاراجہ رنجیت سنگھ
میں گذرے، بعد اس کے مہاراجہ نے نواب سعد اللہ خان ساکن کوٹ کو اپنی جانب سے معتبر مقرر کر کے

بذریعہ پروانہ مع گیارہ نفر سواراں کے لاہور سے پاس پائندہ خان کے بھیجا اور اس پروانہ میں یہ درج تھا کہ پائندہ خان اگر ہم سے ملاقات کرے کہ ہم کو اس کی ملاقات کا شوق ہے بعد ملاقات بعزت وحرمت وعطا خلعت وانعام وملک جاگیر دیکر مع جہانداد خان رخصت کیا جاوے گا جبکہ نواب سعد اللہ خان مع سواراں بعد طے منازل انب میں پہنچا، پائندہ خان کو پروانہ مہاراجہ دیا۔ اول پائندہ خان نے مضمون پروانہ کا معرفت منشی کے سنا کیونکہ لکھا پڑھا آپ نہ تھا اور نواب سعد اللہ خان نے بہی سخنان نصیحت آمیز کہے کہ مہاراجہ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیئے مگر پائندہ خان کو نصیحت نواب خان باپ اپنے کی خوب یاد تھی۔ اول روز خوب مہانداری نواب مذکور اور سواراں کی کہی پھر اس کے دوسرے دن نواب سعد اللہ خان کو مع علی محمد خدمت گار اس کے قید کیا اور گیارہ نفر سواراں کو طلب کر کے کہا کہ جب تک مہاراجہ صاحب میرا فرزند نہ چھوڑے گا۔ تب تک نواب کو میں بھی نہ چھوڑوں گا۔ سواراں سب بے نیل مرام لاہور چلے گئے۔

خدمت مہاراجہ میں حاضر ہو کر پیغام پائندہ خان کا عرض کر دیا جب کہ ایک سال نواب سعد اللہ خان و علی محمد خدمت گار کو قید پائندہ خان میں بمقام انب اور سات برس جہانداد خان فرزند پائندہ خان کو قید مہاراجہ میں مقام لاہور گذرے پھر بھی پائندہ خان مہاراجہ سے نہ ملا۔ بعد اس کے مہاراجہ نے قید رکھنا جہانداد خان کا فضول تصور کر کے باعزاز واکرام خلعت وانعام دے کر لاہور سے رخصت کیا اور پروانہ میں یہ لکھا کہ ہم کو تیرے دیکھنے کا کمال شوق تھا سو تم نہ آئے اس لئے ہم نے تمہارا فرزند بہ عہد و پیمان چھوڑ دیا ہے تم بھی نواب سعد اللہ خان کو عہد و پیمان پہ ثابت ہو کر چھوڑ دو۔ القصہ منزل بہ منزل جہانداد خان اپنے وطن انب میں پہنچا۔ پائندہ خان نے دیدار فرزند اپنے کا

دیکھ کر بہت خوش ہو کر نقارہ شادیانہ کے بجوائے اسی وقت نواب سعد اللہ خان و علی محمد خدمتگار کو رہا کیا اور خلعت گران حسب حیثیت اس کے دے کے رخصت کیا۔

بارہویں داستان جنگ پائندہ خان ہمراہ سردار دیوان سنگھ قلعدار بہار کوٹ در ۱۸۳۵ء

راویان اخبار یوں بیان کرتے ہیں کہ سردار ہری سنگھ ۱۸۳۵ء مطابق ۱۲۵۲ھ میں بہ مقابلہ لشکر محمد اکبر خان بن دوست محمد خان والی کابل ہاتھ ارباب بہرام خان پتہ خلیل سے کہ رئیس پشاور تھا بضرب بندوق مارا گیا اور قلم ہری پور میں بافسری سردار مان سنگھ و جودھ سنگھ کرنیل و بلندا سنگھ صوبہ دار کی دو پلٹن جنگی موجود تھی اور لالہ مہتاب سنگھ عامل ہزارہ کا تھا سردار پائندہ خان نے قصد تسخیر قلعہ بہار کوٹ و ہری پور کا کیا، سپاہ قلمی و ملکی فراہم کری، بہ جمعیت چار ہزار سپاہ کے خان موصوف بہ ساعت نیک انب سے روانہ ہو کر ڈیرہ موضع صوابی بیرہ میں کیا، صبح اس کے موضع صوابی سے کوچ کر کے متصل بہار و کوٹ موضع چوڑا پنڈ میں مقام کیا اس کے دوسرے دن علی الصباح حکم کمر بندی سپاہ دیکر بعد تیاری لشکر متصل بہار و کوٹ خان کھڑا ہوا اور سید قاسم و سید جمال و حضرت نور سیداں بیرہ صوابی و قطب شاہ سید ساکن موضع لنگرہ و جمال خان ساکن تربیلہ و ابراہیم خان و میرا خان سید خانی کو بلا کر کہا کہ تم پاس سردار دیوان سنگھ قلعدار کے میرا سلام و پیام بزمی کلام دیکر جواب لاؤ۔

ابیات پیام پائندہ خان

یہ سردار سے کہیو بعد از سلام ۔۔۔ فقط ہے دو حرفی یہ میرا پیام

ترے حق میں بہتر ہے میری صلاح
کہ لشکر کے سب دور کر شے سلاح

روانہ ہو سردار تیجا کے پاس
نہ ہو میری تقریر سے بے حواس

دو رنگی زمانہ کی مشہور ہے
گہے مشک ہے گاہ کافور ہے

اگر ہے لڑائی کی جی میں امنگ
تو پھر دیر مت کر یہ میدان جنگ

جبکہ سید قاسم و قطب شاہ وغیرہ نے پیام سردار پائندہ خان کا دیا سردار دیوان سنگھ نے سن کر کہا کہ میری طرف سے خان صاحب کو سلام کہو اور یہ جواب دو:

جواب سردار دیوان سنگھ در نظم

تنولی کے کیا قول کا اعتبار
کریں صلح کے بعد پھر کارزار

جو ہتھیار پھینکے وہ نامرد ہے
مزاج اس کا زن سے فزوں سرد ہے

تمنا یہی ہے کہ پیکار ہو
خبردار ہو اور ہشیار ہو

شکست اور ظفر ہے گردجی کے ہاتھ
مگر دیکھئے تیغ بازی کے ہاتھ

سید قاسم سیداں وغیرہ نے جواب سردار کا لے کر بخدمت خان ممدوح حاضر ہو کر بیان کر دیا اور آمادہ حکم سپاہ کو حملہ کرانے کا ہوا مگر حکم دینے سے پیشتر افغانان ملکی کمبل و ٹوپی وغیرہ نے کہ واسطے کمک کے آئے تھے عرض کری، اگر ہم کو حکم ہو جاوے تو یہ قلعہ ہم فتح کریں اور جو ذخیرہ وغیرہ مال و اسباب قلعہ کے اندر ہووے وہ سب ہم کو مل جاوے۔ یہ سنکر خان ممدوح نے حکم دیا۔ **بیت** اجازت ہے تم کو کہ وجا کے رزم۔ خدا کی مدد اور مردوں کا عزم: بشرط فتح کرنے قلعہ کے سب اسباب ذخیرہ قلعہ تمہارا ہوگا مگر ایک تلوار و سپر جو سردار دیوان سنگھ کی ہے اور ایک گھوڑی منشی ٹھاکر داس

کی ہیں لوں گا۔ راوی کہتے ہیں کہ تلوار و سپر سردار مذکور کی بیش قیمت تھی اور ادھر سے سردار دیوان سنگھ بنابر جنگ بخوف و دبدبہ و رعب پائندہ خان کے قلعہ سے باہر نہ نکلا صرف زبانی پیام میں لاف و گزاف ماری تھی۔ الغرض افغانان ملکی نے دیکھا کہ سردار قلعہ سے باہر نہیں نکلتا بہ جمعیت تین ہزار سپاہ ملکی کے حملہ اور پر قلعہ کے گرد یا بیت ہوئے حملہ آور جو ملکی دلیر۔ لیا قلعہ کو بہر تاراج گھیر؛ وقت شورش افغاناں ملکی سکھاں نے کہ قریب سوجان کے تھے بضرب بندوق دس بارہ آدمیوں کو ہلاک کیا کہ افغانان یہ حادثہ دیکھکر پسپا فرار ہوئے۔ پائندہ خان یہ حال دیکھ کر مع سپاہ خود اوپر قلعہ کے حملہ آور ہو کر اور فصیل قلعہ کی کود کر اندر قلعہ کے گیا۔ **بیت** گیا قلعہ میں جبکہ پائندہ خاں۔ ہوئے مارے دہشت کے سکھ نیم جاں؛ باہم تناولیاں اور سکھاں کے تلوار چلنے لگی سکھوں نے اس حالت میں کہ راہ فرار کی مسدود تھی داد مردی کی دی مگر بخت یاور سکھوں کے نہ تھے اور مسمی شیر خان قوم تنیال ساکن کچھی کہ شجاع و بہادر تھا مقابلہ اس کا سردار دیوان سنگھ سے ہوا۔ سردار دیوان سنگھ نے دلیرانہ بضرب شمشیر شیر خان کو زخمی کیا۔ اس وقت خیرا جمعدار وقت تنگی شیر خان دیکھ کر آمادہ کارزار سردار موصوف سے ہوا چنانچہ خیرا جمعدار و سردار آپس میں تیغ رانی کرنے لگے **بیت** لگائی جو خیرا نے القصہ تیغ۔ کیا کشتہ سردار کو بے دریغ؛

منجملہ سوجان قوم سکھوں کے ایک جھنڈا سنگھ نامی قلعہ سے فرار ہوا کہ وہ جان سلامت لے گیا۔ باقی سب سکھ اندر قلعہ کے قتل ہوئے جب کہ فتح نصیب پائندہ خان کے ہوئی سجدۂ شکر بجا لایا اور نقارہ شادیانہ بجوایا اور خیرا جمعدار سپر و شمشیر سردار دیوان سنگھ مقتول کی پاس خان موصوف کے حاضر لایا۔ مورد انعام وافر کے ہوا اور سارا اسباب و خزانہ ذخیرہ قلعہ خان ممدوح نے اپنے تحت میں کیا اس روز مقام چوڑا پنڈ گیا۔ صبح اس کے

امیر خان و ابراہیم خان سید خانی کو پاس سردار مان سنگھ و بلدان سنگھ صوبہ دار و لالہ مہتاب سنگھ عامل کے روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ چار ہزار روپیہ ہری پور سے میرے پاس بھیجدو کہ میں منتظر موضع جوڑا پنڈ میں ہوں۔ بیت اگر زر کے دینے میں کچھ ہوگی ڈھیل تو نکلے گی لڑنے کی فوراً سبیل ؛ امیر خان و ابراہیم خان سید خانی نے ہری پور جا کر پیام خان کا دیا۔ اگرچہ پاس سرداراں لشکر سکھاں کے دو پلٹن جنگی موجود تھیں اور سامانِ جنگ بھی مہیا تھا الاّ بسبب رعب پائندہ خان خائف ہو کر بصلاح رئیس ابن رئیس قاضی غلام احمد رئیس سکندر پور معرفت لکھمی داس دہرا سنگھ چودھریان شہر ہری پور و نیز حسن شاہ سید ساکن موضع تیر شہر میں باچھ ڈال کر چار ہزار روپیہ گندہ سپرد امیر خان وغیرہ کے کر دیا۔ غرضیکہ امیر خان نے وہ روپیہ لے کر موضع جوڑا پنڈ میں پاس سردار پائندہ خان کے حاضر کر دیا۔ اس وقت خان موصوف مع خزائن و اسباب غنیمت ذخیرہ قلعہ بہار و کوٹ واپس انب آیا اور چونکہ خلیفہ سید احمد و مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی و ارباب بہرام خان بعد شکست موضع چھتر بائی کے جانب پنجتار مع بقایا لشکر کے گئے تھے۔ الحاصل بعد فراہمی فوج جرار بعزم تسخیر ملک کشمیر پنجتار سے جانب بالاکوٹ روانہ ہوتے اور بالاکوٹ میں بمقابلہ لشکر مہاراجہ شیر سنگھ خلیفہ مع مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی و ارباب بہرام خان رئیس پشاور مع لشکریان اس کے قتل ہوئے چنانچہ قبر ہر سہ مقتول کی بالاکوٹ میں ہے۔

ابیات

سرانجام دنیا ہے مرگ و ہلاک | چہ بر تخت مردن چہ بر روئے خاک
زبردست ہو یا کہ ہو زیر دست | اجل کے مقابل ہے سب کو شکست

نہ کچھ ساتھ آیا نہ کچھ جائے گا — مگر کام تیرے عمل آئے گا
کر اس طرح سے زندگانی بسر — کہ کرتے رہیں یاد تجھ کو بشر
خدا کی اطاعت میں رہ ہر نفس — زیادہ ہوس ہے اور اللہ بس

داستان تیرھویں حال آمد طوفان دریائے اباسندہ ۱۸۳۸ء میں

بیت لکھوں حال طوفان دریا شتاب ۔ کئی نیزہ خامہ کے سر پہ ہے آب ‖ راویان اخبار با چشم اشک بار و جامہ تار تار اس داستان قیامت نشان کو اس طرح نقل کرتے ہیں کہ اگرچہ ملک تنول میں برائے نام عملداریٔ سکھاں تھی اور انہوں نے تنول کی چاروں طرف بنظر انتظام دو دو تین تین کوس فاصلہ سے قلعہ جات تعمیر کر کے فوج متعین کر رکھی تھی ۔ پھر بھی سردار پائندہ خان جس وقت قابو پاتا تھا بہ عبور دریا دھاوہ مار کر بعد تلخت و تاراج مال و اسباب رعایا واپس جاتا تھا کسی کی مجال نہ تھی کہ مقابل آتا لشکر سکھاں تمام پائندہ خان سے مانند بید کی تھر تھر لرتے تھے ۔ اس سبب سے صورت انتظام تنول سکھوں سے نہ ہوتی تھی ۔ آخر کار سردار شام سنگھ اٹاری والا مع بیس ہزار فوج سکھاں و خزانہ و سامان بے شمار و اتواپ آتش بار بنابر تنبیہ و تادیب سردار پائندہ خان کے دربار لاہور سے مامور ہو کر بعد طے مراحل تنول پہنچ کر کنارہ کنارہ دریائے اباسندہ کے موضع کھر کوٹ سے تالا لوگلی مع لشکر خیمہ زن ہوا اور سردار پائندہ خان مع فضل خان ٹوپی والا و مدد خان امازئی ساکن دیگلا و دیگر سرداران نامدار و مردمان کار مع جمعیت پانچہزار سوار و پیادہ کے انب سے دریا اُتر کر بلندی کوہ موضع دھمن کوٹ پر مقیم ہوا اور دو سو پیادگان جنگ آزمودہ کو مصلحتاً حکم دیا

کہ متصل لشکر غنیم جا کر بندوقیں سر کرو جب سکھ حملہ آور ہوں تم رو گرداں اور پسپا ہو جاؤ تاکہ اس حیلہ سے درہ تنگنائی دھمن کوٹ میں آجائیں اور اپنے کئے کی سزا پائیں۔ اگر یہ تدبیر راست آئے گی ایک بھی متنفس ان کا زندہ نہ بچے گا۔ بہرکیف خان موصوف کا یہ مطلب تھا کہ فوج سکھاں کو درہ کوہ میں محصور کر کے خلعتِ حیات سے عریاں کرے چنانچہ رفیقان سرداران موصوف نے ایسا ہی کیا اور سردار شام سنگھ مع چار ہزار سپاہ سکھاں تعاقب کناں تا درہ دھمن کوٹ آپہنچا۔ اب نیرنگ قضا و قدر دیکھئے کہ سکھوں کے درہ میں پہنچتے ہی دریائے قہر الٰہی تلاطم میں آیا یعنی بلندی کوہ سے دریائے اباسندہ کا طوفان نمایاں ہوا، پانی صدہا نیزہ چڑھ گیا۔ یہ واقعہ ۱۸۳۸ء میں گزرا۔ جملہ باشندگانِ شہر و ضلع شریف دربند دانب و سپاہ سکھ قلعہ دربند قبل آمد طوفان شور دریا سے چوکس ہو کر جان شیریں سے ہاتھ دھو کر جملہ اثاث البیت کو چھوڑ، گھر بار سے منہ موڑ خراب خستہ بہوش یک بینی دو گوش قلعہ کوہ پہ پناہ گزیں ہوئے۔ جس وقت سیل طوفاں نے عمارت قلعہ دربند و شہر سے ٹکر کھائی، عجیب مہیب آواز آئی۔ حاصل کلام شہر دربند و قلعہ و قصبہ انب نذر طوفان ہو کر بالکل دریا برد ہو گئے اور چودہ ہزار سپاہ مکمل سکھاں مع تمام خزانہ و سامان و اتواپ اژدہا دہاں معلوم نہ ہوا کدھر تھی کدھر گئی۔ فوج بلا نے دم لینے کی فرصت نہ دی۔ ایک غریق بھی نہ ابھرا۔ بعضے بخوفِ جان درختانِ بوہڑ پہ چڑھ گئے مگر بسبب تصادم امواج دریائے اباسندہ درختان عظیم الشان جڑھ سے اکھڑ کر بہ گئے، ہزاروں خاک کے پتلے پانی میں رہ گئے۔ اس طوفان میں دیہات کنارہ دریا باغات مال مویشی غلہ اثاث البیت باشندہ کنارہ دریا کا اس قدر ضائع ہوا کہ اندازہ حساب سے افزوں ہے۔ اس روز تمام ساکنان کنارہ کیا امیر کیا فقیر، سب یکساں تھے

جانیں لبوں پہ، بدن عریاں تھے گویا محشر کا روز تھا۔ سکھوں کی اتنی فوج کثیر سے ایک شخص کا بھی سراغ نہ ملا البتہ سردار شام سنگھ اور چھ ہزار ہمراہی اس کے جو تعاقب کناں گئے تھے بلندی کوہ پر دستبرد طوفان سے مصؤن و مامون رہے۔ سردار پائندہ خان تباہی رعایا و برایا اور نقصان جان و مال و دولت و حشمت و شوریدگی کارخانہ ریاست دیکھ کہ بدرجہ اتم حیران و پریشان تھا بعد تامل اپنے وزیر محمد عرفان کو بدیں پیغام سردار شام سنگھ کے پاس بھیجا کہ شامت اعمال جانبین اور فساد نیت متخاصمین سے قہر الٰہی نازل ہوا۔ سامان طرفین غرق ہو کر کچھ باقی نہیں رہا۔ اگر دیدہ عبرت نورانی ہے یہاں سے کوچ کر جاؤ اپنے گھر جاؤ چونکہ سردار شام سنگھ بھی بجائے خود نہایت ملول و دل شکستہ صرف بہانہ ڈھونڈتا تھا غنیمت سمجھا اور مع لشکر درہ دھمن کوٹ سے واپس آیا جہاں لشکر نے اول مقام کیا تھا طوفان کی نشانی صدہا نیزہ پانی بہتا دیکھا نہ لشکر نہ بھیڑ بڑنگاہ بکمال درد و الم سرگرم نالہ و آہ جانب ہری پور قطرہ زن ہوا۔ ادھر پائندہ خان نے بذریعہ سرنائے چرمی ایک چست و چالاک تیراک بھیجکہ حال آنزدی دریائے اباسندہ کا دریافت کیا۔ دوسرے روز تیراک مذکور نے حاضر آکر خیریت متوسلان و رعایا اور دریا برد ہونا جملہ خزائن و اسباب کا بپایہ التماس پہنچایا۔ سردار شکر الٰہی بجالایا کہ مال قربان جان ہے۔ اگر جان ہوگی مال پھر مل جائے گا غنیمت کا خزانہ معمور ہے، افلاس و تونگری زمانہ کا دستور ہے۔ حسب قاعدہ روزگار شب کو کمال طوفان پہ زوال آیا۔ دوسرے روز صبح ہونے تک دریا حالت اصلی پہ آگیا۔ آخر الامر پائندہ خان نے آنزدی دریا عبور ہو کہ بعد چندے بلندی کنارہ دریائے اباسندہ پہ از سر نو قصبہ اتب آباد کیا کہ اب تک آباد ہے۔ اہل خبرت اور صاحبان بصیرت خود غور فرمائیں کہ پائندہ خان کی کیا نیت تھی، سردار شام سنگھ کی کیا رغبت تھی

اور قادرِ مطلق کی کیا مشیت تھی۔ ہیچ مشت خاک کی کچھ اصل نہیں، دونوں جہان کا مالک وہی پاک پروردگار ہے۔

ابیات

ادھر دو حریفوں کو فکرِ جدال ادھر خندہ زن قدرتِ ذوالجلال
کہ اے غافلو تم کو کیا ہو گیا وہ دیکھو کہ طوفاں بپا ہو گیا
سرِ سرکشاں بہ گئے چوں حباب ہوا خاک آتش ہوئی غرق آب
یہ کہتے ہیں دانائے باعز و شان کہ پانی سے ملتی ہے ہر شے کو جان
گریباں دگرگوں ہوا کاروبار کہ پانی سے فانی ہوئے بے شمار
مراد اب قلم کی عناں روک لے یہ اسرار حق ہے زباں روک لے
خدایا بحقِ شفیعانِ حشر ہو بالخیر انجام طوفانِ حشر

داستان چودھویں حال آمد مہاراجہ گلاب سنگھ در ملک ہزارہ در ۱۸۳۸ء اور عطا کرنا ملک تنول ایں روی دریائے اباسندہ بہ سردار مددخان برادر خورد پائندہ خان

بسبب بے انتظامی ملک ہزارہ بہ تجویز مہاراجہ شیر سنگھ تفویض راجہ گلاب سنگھ کے ہوا۔ راجہ موصوف مع کنور پرتاب سنگھ فرزند مہاراجہ شیر سنگھ بہ ہمراہ بائیس ہزار فوج سکھاں جنگجو پیکار طلب براہ کشمیر منزل بہ منزل بعد کوچ و مقام ڈیرہ موضع کانڈیاں پرگنہ پھکلی میں کیا منشا راجہ گلاب سنگھ کا جہت انتظام و آسائش ملک کے اس طرح ہوا کہ سردار پائندہ خان کو پرگنہ کولائی و بدہنک مسترد کر کے راضی کیا جاوے بعہد و پیمان کہ وہ آئندہ کو فساد نہ کرے اس لئے سردار حبیب خان

رئیس برہان و شاہ اخضر ساکن بھوج درہ کو پاس سردار پائندہ خان کے بھیجا اور پیام تسلی آمیز دیا کہ خان موصوف کو ہمراہ لاؤ مگر پائندہ خان بموجب وصیت باپ اپنے کے حاضر خدمت راجہ گلاب سنگھ نہ ہوا معتبران بے نیل مرام واپس آئے اور حال گذارش مہاراجہ کیا۔ اس ضمن میں سردار مدد خان برادر سردار پائندہ خان مع فیض علی خان بن شاہ دلی خان و گاموں خان لکوتری والا مقام کا ندیان خدمت مہاراجہ میں مشرف ہو کر مورد الطاف و اکرام ہوئے۔ بعد سخنان و قیل قال راجہ گلاب سنگھ نے سردار مدد خان کو صاحب جرأت و ہوشمند با تدبیر و شایانِ مقابلہ پائندہ خان پایا۔ راجہ موصوف نے بنظرِ انصاف مراحم خسروانہ ملک تنول مد حصہ قوم ہندوالاں ایں روی کنارہ کنارہ دریائے اباسندہ عطا فرمایا اور بنا بر تنبیہ و تادیب پائندہ خان بارہ ہزار فوج سکھاں مع کرنیل اتار اسنگھ اٹاری والا و سردار بھوانی سنگھ زیر حکم مدد خان کر کے یہ حکم دیا کہ یہ ملک تمہارے سپرد ہے، کچھ فساد پائندہ خان نہ کرنے پائے۔

القصہ سردار مدد خان مع عبداللہ خان فرزند اپنے کے اور فوج سکھاں ہمراہ لیکر کنارہ کنارہ دریائے اباسندہ کہ جہاں موقع عبور دریائے سردار پائندہ خان کا تھا متعین کری اور مہاراجہ گلاب سنگھ با تزک و شان جانب پشاور روانہ ہوا۔ مختصر سردار مدد خان و عبداللہ خان فرزند سردار نے بسبب واقفیت ملک معرفت فوج ملکی و سکھاں خوب انتظام کیا کہ سردار پائندہ خان کو طاقت عبور نہ رہی اور نہ رعایا ایں روی دریا پائندہ خان کو مدد دے سکے بلکہ رعایا پرگنہ کولائی و بدہنک و کہن و شنکلی مطیع مدد خان ہوئی اور محاصل ملک کا دیا۔ چند مدت سردار پائندہ خان فساد نہ کرنے پایا۔

پندرہویں داستان جنگ پائندہ خان بمدد و کمک لشکرِ یاغستان ہمراہ سردار مدد خان و عبداللہ خان ۱۸۴۰ء میں

جبکہ پائندہ خان کو طاقت عبور دریا بنا بر تاخت و تاراج رعایا ایں روئی دریا نہ رہے تو یاغستان سے نو ہزار سپاہ غازیاں بعہد و پیمان فراہم کر کے عبور دریا ہو کر متصل موضع چھمڑی کے حملہ آور ہوا اور اس طرف سے سردار مدد خان و عبداللہ خان فرزندش مع فوج ملکی و سردار انار اسنگھ و بھوانی سنگھ مع فوج سکھاں و دو ضرب توپ آتش بار کے صف آرا ہوئے چونکہ سپاہ یاغستانیاں معاون پائندہ خان قریب نو ہزار و سپاہ عبداللہ خان و سکھاں قریب پانچہزار کے تھی سب سے اول لشکر غازیاں نے ساتھ کمال ثابت قدمی کے حملہ اوپر توپوں کے کیا اور ادھر سے افواج خان موصوف و سکھاں نے واسطے روکنے حملہ یاغستانیاں کے باستقلال تمام قدم ہمت جما کر جم غفیر غازیاں کو خیال میں نہ لا کر ضربت بندوق ماریں کہ قریب ۲۵ آدمیوں کے ہلاک ہوتے۔ بمعاینہ اس حال کے جرأت و دلیری و بہادری فوج سکھاں و عبداللہ خان دیکھ کر سردار پائندہ خان مع لشکر غازیاں خائف ہو کر آنروی دریائے اباسندھ فرار ہوا۔ بعد عرصہ چند یار دوئم سردار پائندہ خان بہ کمک لشکر ملک صاحب خان رئیس کابل گراوں بہ جمعیت کثیر سپاہ یاغستان یا ساز و سامانِ بیکراں بعزم جنگ سکھاں عبور دریا ہو کر جانب موضع چھمڑی روانہ ہوا اور قبل از عبور ہوئے خان موصوف نواب خان بن سربلند خان رئیس شینگری و فیض علی خان بن شاہ ولی خان رئیس پھوہار و گاموں خان ساکن لگوتری و نادر خان جمعدار پھیرباری مع سپاہ خود بنا بر کمک لشکر سردار مدد خان و سکھاں متصل موضع چھمڑی شامل ہوئے تھے اور پیشتر شامل ہونے

رئیسان مذکور خبر آمد لشکر پائندہ خان سنکر کچھ سپاہ سکھاں فرودگاہ لشکر سے واسطے سدِ راہ و انتظام لشکر خان موصوف درہ دشوار گزار میں روانہ ہوتے تھے کہ جس میں عبور ہونا سپاہ کا مشکل تھا ایسے وقت میں یاغستانیاں نے بلندی پہاڑ سے قابو پاکر قریب دوسو پیادہ سکھاں کے بضرب بندوق ہلاک کئے اور سلاحات ان کے یاغستانیاں لے گئے باستماع اس خبر کے سردار مدد خان و عبداللہ خان فرزند سردار موصوفؒ نواب خان رئیس شینگری باقی سپاہ سکھاں کو اس درہ دشوار سے ساتھ حکمت عملی کے میدان میں لائے۔ اس ضمن میں لشکر پائندہ خان نے بھی میدان میں قدم ہمت جمائے اور اس اخیر لڑائی میں اس بہادری و جوانمردی و جرأت سے لڑے اور اس قدر پائے ہمت میدان میں گاڑے کہ دونوں طرف کو شکست و ہزیمت کا خوف برابر تھا اکثر مرداں طرفین کام آئے جو کہ اقبال سردار پائندہ خان برگشتہ تھا شکست کھائی ابیات

سرانجام میداں سے پائندہ خاں۔ گیا پار دریا کے باصد فغاں ؛ ہوا پست اس کا سرافراز بخت۔ پڑا رنج وغم سے وہ بیمار سخت ؛

۱۸۴۰ء مطابق ۱۲۵۶ھ میں خان موصوف نے مرض اسہال میں مبتلا ہوکر ساتھ کمال حسرت و افسوس کے اس دارِ فنا سے رحلت کری۔

باب چہارم مشتمل بر ہشت داستان

داستان اول حالات سردار مدد خان و قائم ہونا ریاست پھلرہ پہ

بعد وفات سردار پائندہ خان دیوان مولراج نے معرفت سردار دھونکل سنگھ کے

جہانداد خان فرزند پائندہ خان کو ۱۸۴۰ء میں رسوم دستار بندی زیب سر کرائی اور جو
جو پرگنہ و دیہات این روئی دریائے اباسندہ قبضہ سردار مدد خان میں بموجب حکم
مہاراجہ گلاب سنگھ کے تھی واپس لے کر دخل جہانداد کا کرایا صرف پرگنہ بھپلڑہ کا
واسطے گزارہ مدد خان کے بحال رکھا جو کہ سردار مدد خان نہایت سخی دریا دل
اور اوصاف و اخلاق وسیع اور کشادہ رکھتا تھا اور مروت و تواضع حد سے زیادہ
بار دوم سنہ ۱۸۴۰ء میں اوپر ریاست بھپلڑہ کے مستقل مقرر ہوا حلیم مزاج آدمی
نیک تھا سادات دوست شرفا نواز مصدر اوصاف حمیدہ و مظہر اخلاق پسندیدہ
رکھتا تھا اپنے بزرگوں سے بڑھ کر پیشہ سخاوت کو اختیار کیا اور شجاعت اور
معرکہ آرائی میں صاحب تدبیر تھا اپنی ریاست کا انتظام ساتھ حلیمی مزاج کے
خوب رکھا اور کسی طرح کی کبھی شکایت پیش گاہ حکام میں اس سردار کی نہیں
ہوئی۔ ابتدائی عملداری سرکار سے و نیز ایام غدر ۱۸۵۷ء میں خیر خواہ سرکار رہا
مختصر، ریاست پر حکمرانی کرنے لگا۔

داستان دوئم مشعر حالات سردار جہانداد خان از ابتدائے قائمی ریاست

جبکہ سردار جہانداد خان ریاست آبائی واجدائی پر ۱۸۴۰ء میں بعد سکھاں جاگزیں ہوا، پیشہ سخاوت
کو اختیار کیا نوشت خواند نہیں جانتا تھا، اپنے بزرگوں سے سخاوت میں گوئی سبقت لے گیا۔
عالم میں دور و نزدیک نام سردار کا مشہور ہوا۔ ایک شخص نے حسب ضرورت دور سے آکر دس ہزار روپیہ کا
سوال کیا چنانچہ سوال اس کا سردار نے پورا کیا اور ۱۸۴۶ء میں دیوان ہری چند حاکم ملک ہزارہ نے
سند معافی پرگنہ کولائی و بدہنک کے کہ اس وقت یہ دو پرگنہ قبضہ سکھاں میں تھے سردار موصوف کو

لکھ دئے تھے مگر پورا دخل نہیں ہوا تھا جبکہ ۱۸۴۸ء میں جناب میجر ایبٹ صاحب بہادر رونق افروز ہوئے۔ صاحب موصوف نے اوپر ہر دو پرگنہ مسطور کے دخل دلایا، اور وقت غدر ۱۸۵۷ء کے سردار ممدوح خیر خواہ سرکار رہا اور مدد سرکار کو دی اور یاغستانیاں کو بہ تدبیر صائبہ و مصارف زر خطیر اپنے کے فساد سے بند رکھا۔ ۱۸۴۰ء میں حکمران ریاست انب رہ کر ساتھ خوش اقبالی و نیک طالعی کے اٹھارہ سال دس ماہ کے بعد ماہ نومبر ۱۸۵۸ء مطابق ۱۲۷۵ھ میں دنیا سے رحلت گزیں ہوا اور برابر قبر پائندہ خان کے انب میں دفن کیا۔

تیسری داستان حالات شورش رئیسان ہزارہ و بیان قتل قاضی غلام احمد رئیس اعظم سکندر پور عدالت کنندہ ہزارہ

جبکہ سرداران سندھاوالیوں نے بصلاح ہو کر مہاراجہ شیر سنگھ والی لاہور کو قتل کیا دربار لاہور میں ایک فساد برپا ہوا اس وقت حاکم ملک ہزارہ میں دوسری بار دیوان مولراج آیا تھا۔ مختصر باستماع خبر فساد دربار لاہور ۱۸۴۵ء میں سب سے اول نواب خان بن سربلند خان رئیس شینگری قوم پلال و سردار حسن علی خان کرڑال و خان زمان خان تارخیلی و غلام خان ترین رئیس کل ڈھیری و صالح محمد ملک سری کوٹ و دیگر رئیسان نامدار نے بعہد و پیمان استوار سید اکبر رئیس سٹھانہ کو بادشاہ اپنا مقرر کر کے بہ فراہمی فوج ملکی بے شمار جس قدر قلعے و تھانہ جات قبضہ سکھاں میں تھے تاخت و تاراج کئے اور ان قلعہ جات میں جو ذخیرہ ہر قسم کا تھا وہ قبضہ نواب خان بن سربلند خان میں واسطے مصارف سپاہ ملکی کے ہوا۔ القصہ دیوان مولراج بسبب

کثرت ہجوم سپاہ ملکی تاب مقابلہ کی نہ لاکر معہ دو پلٹن جنگی سکھاں کے قلعہ ہرکشن گڈھ میں
محصور ہوا بمعاینہ اس حال کے بخوفِ جان رئیس ابن رئیس قاضی غلام احمد عدالت کنندہ
ملک ہزارہ رئیس سکندر پور معہ لواحقاں اپنے کے موضع رجوعیہ و لالہ مہتاب سنگھ کاردار
بہ ظلِ عاطفت سردار سربلند خاں و نواب خاں فرزندش رئیس شینگری اور رعایا ملک
ہزارہ اپنا اپنا اثاث البیت چھوڑ کر جہاں جس کا وسیلہ دور نزدیک تھا فرار ہو کر پناہ
گزیں ہوا۔ سپاہ ملکی نے پانی کٹھ رنگیلا کا کہ جو اندر قلعہ ہرکشن گڈھ کے جاتا تھا، توڑ کر دریائے
ڈور میں ڈالا اور فوج سکھاں بسبب تنگی پانی و قلت غلہ قلعہ سے باہر نکل کر اوپر کٹھ پانی کے
اندک جنگ کر کے معہ دیوان مولراج جانب لاہور فرار ہوئے اور ملک ہزارہ میں صورت
امن و آرام کی نہ رہی۔ ہر ایک خود سر ہو گیا۔ اس اثنا میں میجر ایبٹ صاحب بہادر
تشریف لائے اور شورش چھتر سنگھ کی بھی شروع ہوئی۔ بعض رئیسان اپنے اپنے
مسکن کو چلے گئے اور انھیں ایام میں سردار سربلند خان نے بہ مرضِ اسہال وفات
پائی۔ سردار نواب خان بن سربلند خان چوڑا پنڈ سے جانب موضع کھبل معہ عیال و
اطفال پناہ گزیں ہوا۔ میجر ایبٹ صاحب بہادر نے سردار نواب خان کو طلب فرما کر جاگیر
جوگی موڑا کی براۓ چندے عطا فرمائی اور بارہ سال چھٹی صدر سے منظوری منگوا کر
بدستور ریاست شینگری پر قائم کیا، حکمرانی اپنی ریاست پر کرنے لگا، فی الجملہ
قاضی غلام احمد حسبِ ضرورت موضع رجوعیہ سے جانب موضع مانگل گیا۔ اتفاقاً وہاں
بوستان خان بن رحم خان قوم جدون ساکن دھمتوڑ ہمراہ دیگر افغاناں موضع
مانگل میں موجود تھا، بحالت پڑھنے نماز بیٹھیں بسبب عداوت بوستان خان نے معرفت
سرد ملازم اپنے کے قاضی موصوف کو ہلاک کرایا اور سبب عداوت کا یہ تھا کہ دیوان مولراج نے

مسمی رحم خان باپ بوستان خان کو بجرم گاؤ کشی بموجب طریقہ اہلِ ہنود لبعد پھانسی دینے کے گھاس میں ڈال کر جلا دیا تھا۔ بوستان خان کوتاہ اندیش نافہم یہ سمجھا کہ قاضی نے میرے باپ کو پھانسی دیکر جلا دیا اس واسطے قاضی موصوف کو ہلاک کرایا۔ القصہ ہمراہیان قاضی موصوف نے نعش قاضی کو اٹھوا کر موضع ڈھیری میں لبعد تجہیز و تکفین دفن کیا۔ راوی کہتے ہیں کہ قاضی موصوف نہایت بامروّت وعالی ہمّت تھا۔ اب تھوڑا حال وقائع عمری قاضی موصوف کا بطور یادگار درج کیا جاتا ہے کہ ابتدا سے عملداری سکھاں ۱۸۲۱ء مطابق ۱۲۳۵ھ لغایت ۱۸۴۵ء تک کل عدالت ملک ہزارہ سوائے مقدمات گاؤ کشی عرصہ پچیس برس تک کرتا رہا، عالم متبحر معاملہ فہم تھا۔ جن روزوں میں پائندہ خان زندہ تھا حسب خواہش دیوان مولراج سردار پائندہ خان سے مقام موضع صوابی میرہ ملاقات کرائی اور بہبودی و رفاہِ عام رعایا ملک ہزارہ میں جس طرح قاضی موصوف نے کوشش کی۔ اس سے نام ان کا مشہور ہے، واقعی اخلاص و شیریں زبانی سے عالم مطیع ہوتا ہے فی الجملہ ایسے نادر الوجود لاثانی کا پیدا ہونا مشکل ہے۔

اب راقم اس تحریر کو اوپر دعاءِ مغفرت کے ختم کرتا ہے اور بعد قتل قاضی موصوف سید عالم و نور عالم و میر عالم تین فرزند یادگار رہے چنانچہ مدت سے قاضی میر عالم خواندہ رفاہ عالم مرد متدین باعتبار کامل نیک نیت حق طویت کہ جس کا ضلع ہزارہ میں ہر ایک ثناخوان ہے اور بعہدہ سپرنٹنڈنٹ ضلع مشرف ہے۔

چوتھی داستان قائم ہونا محمد اکرم خان کا اوپر ریاست کے بیچ ۱۸۵۸ء مطابق ۱۲۷۵ھ

بعد وفات سردار جہانداد خان ۱۸۵۸ء میں دستار سرداری زیب سر بہ ایام صغر سنی عالم جاہ

محمد اکرم خان کے کرادی گئی الاانتظام کاروبار ریاست بی بی جی صاحبہ سردار پائندہ خان یعنی والدہ جہانداد خان مرحوم نے معرفت محمد عرفان وزیر خوش تدبیر کے خوب رکھا جب کہ عالی جاہ محمد اکرم خان بن جہانداد خان سن تمیز کو پہنچا اقبال یار اور بخت مددگار ہوا آخرکار بی بی جی صاحبہ نے نبیرہ اپنے کو لائق انتظام دیکھ کر کاروبار ریاست سپرد کیا جو کہ عالیجاہ محمد اکرم خان سن تمیز سے ۔ مصرعہ جوان بخت و جوان دولت جوان سال ، تھا اور بوجہ ذہن و ذکا و فہم رسا فن سپاہ گری و انتظام ملکی و مالی سے خوب آگاہ ہوا ۔ الغرض ریاست پر جانشین ہو کر حکمرانی کرنے لگا ۔

پانچویں داستان واقعہ جنگ اگرور و عطاء خطاب نوابی و اپس آئی معہ پنشن بمشاہدہ بہادری بہ عالی جاہ محمد اکرم خان والی انب

ابیات

قلم کر رقم حال اگرور کا ! سنا قصہ نزدیک کو دور کا
ہوئی جنگ کیونکہ میانِ دو کوہ ہوئے کیونکہ باغی زبوں و ستوہ

واقعہ ۲۹ جولائی ۱۸۶۸ء کو بہ سازش عطا محمد خاں والہ داد خان جاگیر داران اگرور اقوام حسن زمان و اکازیان و چغرزیاں و سیداں پھڑپاڑی و سیداں تلی و قوم دلیسی و گبری وغیرہ علاقہ یاغستان بہ جمعیت پانچسو آدمی کے شباشب اگرور تھانہ آدگی و چند دیہات پرگنہ اگرور کو تاخت تاراج کیا بملاحظہ عرضی شہزادہ محمد اسماعیل خان تھانہ دار جناب مسٹر امینی صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع ہزارہ مع ابن رئیس قاضی میر عالم سپرنٹنڈنٹ مال و شہزادہ سلطان ابراہیم بعد اجرائے پروانجات

اسی رئیسان ہزارہ بجہت کمک بطریق استعجال کوچ و بلا مقام معہ چار کمپنی پلٹن گورکھہ و دو ضرب توپ بطور دھاوہ ایبٹ آباد سے روانہ ہو کر اگرور میں رونق افروز ہوئے. وقت پہنچنے کے صاحب محتشم الیہ بہادر نے واسطے انتظام و سیاست و رعب ملکیاں کے عطا محمد خان و اللہ داد خان جاگیرداران کو مقید کر کے براہ ایبٹ آباد روانہ جیل خانہ لاہور کیا اس ضمن میں عالی جاہ محمد اکرم خان معہ سپاہ و منشی عطاء اللہ و عبداللہ خان و ارسلا خان فرزندان سردار مدد خان رئیس پھلڑہ و عنایت اللہ خان برادر نواب خان رئیس شینگری بن سربلند خان و دیگر رئیسان نامدار بنابر کمک سرکار میدان اگرور میں پہنچے، اور پہلے پہنچنے عالی جاہ محمد اکرم خان کے حسین خان جمعدار ملازم عالی جاہ معہ سپاہ قلعہ شیر گڑھ میں پہنچکر ڈیرہ اگرور میں کیا تھا. مختصر عبداللہ خان کو موضع ڈلبوری میں، اور ارسلا خان کو موضع گھنیاں میں و عنایت اللہ خان کو موضع شمدھڑہ میں بنابر روکنے حملہ باغستانیاں معہ ان کی سپاہ کے مقرر کیا چنانچہ ان رئیس زادگان نے خوب انتظام رکھا. زاں بعد باغستانیاں نے خبر آمد لشکر سرکار سنکر قریب پندرہ ہزار فوج باغستان کی فراہم کر کے مقام موضع من چھوڑا کے زور دکھایا. اس وقت صاحب محتشم الیہ بہادر نے معرفت شہزادہ محمد اسمٰعیل جان کے عالی جاہ محمد اکرم خان کو یہ حکم بھیجا کہ آج آپ حملہ باغستانیاں کا روکیں واضح رائے ہووے کہ سپاہ عالی جاہ موصوف کی تین چار ہزار سے زیادہ نہ ہوگی اور فوج باغستانیاں قریب پندرہ ہزار کے تھی اوپر کمی و بیشی لشکر کے خیال نہ کر کے بتوکل خدا ساتھ کمال بہادری و پردلی کے حملہ کیا اور وقت حملہ لشکریان خان موصوف نے ایک نعرہ حیدری باآواز بلند ایسا جوش و خروش سے مارا کہ پہاڑ گونج اٹھا بخوف نعرہ حیدری لشکر باغستانیاں میں تفرقہ پڑ گیا اور پسپا فرار ہوئے اور خان موصوف نے سب سے اول ساتھ

کمال دلیری کے نشان بردار یاغستانیاں کو بضرب شمشیر ہلاک کیا اور سپاہ خان موصوف بھی دلیری سے یاغستانیان کو تلوار سے مارتی تھی اور لشکر عالی جاہ سے عبدالجبار برادر زادہ محمد عرفان وزیر کا اس ہنگامہ میں مارا۔ القصہ یاغستانیاں نے شکست کھا کر درہ دشوار پر چڑھ کر اوپر بلندی پہاڑوں کے ڈیرہ کیا اور ادھر قریب تیرہ ہزار فوج سرکار معہ ساز و سامان بے شمار اتواپ اور تین پلٹن مہاراجہ والی کشمیر اگرور میں پہنچے۔ اس وقت صاحب ضلع موصوف نے معرفت ایک رئیس ملکی کے لشکر یاغستانیاں کے یہ حکم بھیجا کہ جس کسی کا کچھ عذر ہے بے شک ہمارے پاس حاضر ہو کر عذر کرے، ورنہ پھر کچھ عذر سماعت نہ ہوگا مختصر باستماع اس حکم صاحب ضلع کے جرگہ اسی نفر حسن زیاں و جرگہ اکازیاں معرفت عالی جاہ محمد اکرم خان و جرگہ چغرزیاں بوساطت فضل خان ٹوپی والہ و سیداں تلی حاضر خدمت صاحب موصوف ہوئے، عذران کا منظور ہوا۔ مردمان جرگہ کو باعزت رخصت کیا اور قدرت شاہ پھرہاڑی والا حاضر نہ ہوا۔ اس کا علاقہ دیہات جلایا گیا، اسی طرح اور بھی سرکشاں کو بہ پاداش پہنچا کر فوج ظفر موج ساتھ فتح و نصرت کے واپس آئی۔ بعد انتظام فوج سرکار و فوج مہاراجہ کشمیر اپنی اپنی چھاؤنی کو روانہ ہوئے اور حسب سعی جناب مسٹر واپس صاحب بہادر مہتمم بندوبست ضلع ہزارہ نے عطا محمد خان و الہ داد خان جاگیرداران محبوس کو قید لاہور سے رہا کرا کر بدستور اپنی اپنی جاگیر پر قائم کیا اور بجلدوے اس بہادری کے عالی جاہ محمد اکرم خان کو خطاب نوابی اور الیس آئی کا اور پانچسو روپیہ ماہوار پنشن تاحین حیات مرحمت ہوا اور اسی طرح دیگر رئیسان نامدار در خور لیاقت بحسن خدمت مورد انعام وافر ہوئے۔ مبرہن رائے اہل بصیرت ہوئے کہ سرکار گردوں وقار کو اوپر رعایا اپنی کے کس قدر توجہ و نظر عطوفت و مراحم خسروانی مبذول ہے کہ واسطے امن رعایا اپنی کے کس قدر فوج میدان اگرور میں فراہم کر کی

اور جو یاغستانیاں سرکار میں حاضر ہو کر پناہ طلب ہوئے ان کو امن دی گئی اور جو متابعت سرکار سے گردن پیچیدہ رہے ان کو سزا قرار واقعی دی گئی اور لاکھوں روپیہ واسطے امن رعایا و انتظام ملکی کے اس مہم میں سرکار کا صرف ہوا، کچھ پرواہ نہ کی۔ خدائے تعالٰے سرکار ملکہ معظمہ دامت اقبالہا کا اقبال قائم رکھے۔

چھٹی داستان حالات وفات سردار مدد خان بن سردار نواب خان

سردار مدد خان ۱۸۴۲ء میں باردوم منجملہ ریاست آبائی واجدائی پھلڑہ پر مستقل مقرر ہوا اور بماہ اپریل ۱۸۷۳ء مطابق ۱۲۹۰ھ میں عمر رسیدہ ہو کر اور ۳۲ برس ریاست پھلڑہ پر حکمران رہ کر اس دارِ فنا سے رحلت گزیں ہوا۔ عبداللہ خان و بہادر خان و ارسلا خان تین فرزند سردار مرحوم کے یادگار رہے۔ اب بجائے والدِ خود سردار عبداللہ خان فرزند کلاں باشوکت و شان ریاست پھلڑہ پر متمکن ہے اور منجملہ فرزندان سردار موصوف سے عبدالرحمٰن خان فرزند کلاں صاحب علم معاملہ رس دانشمند باشعور لائق حکمرانی ریاست ہے۔

ساتویں داستان حال وفات سردار نواب خان بن سربلند خان

سردار نواب خان بن سربلند خان فن نیزہ بازی و معرکہ آرائی و تدابیر جنگ میں استاد کامل تھا اور سخی بدرجہ کمال غربا نواز سادات دوست اور وقت شورش ملتان ۱۸۴۸ء میں ہمرکاب کپتان ایڈورڈ صاحب کے نیک خدمت سرکار کی انجام دی اور ملک تنول میں اکثر محاربات ہمراہ قوم

ہندوالاں دہم سکھاں کے کہ جو ہمراہ سردار سربلند خان کے واقع ہوئے۔ یہ سردار شامل باپ اپنے کے رہا۔ ۱۸۴۵ء سے بعد وفات سربلند خان ریاست پر قائم ہو کر ۲۶ ماہ دسمبر ۱۸۷۴ء کو وفات پائی۔ کل تیس برس پانچ یوم کم حکمران ریاست رہا مگر وقت شورش ۱۸۵۷ء کے یہ سردار بکار سرکار جانب نارہ واسطہ انتظام فساد اقوام کرڑالاں کے بھیجا گیا تھا۔ وہاں بسبب لگنے ہوا سرد برف کے آنکھوں سے نابینا ہوا مگر ریاست پر قائم رہا۔ القصہ بعد وفات سردار مرحوم دوست محمد خاں فرزند کلاں صاحب شعور ریاست پر قائم ہوا اور فتح محمد خان اور امیر محمد خان دو فرزند سردار مرحوم کے بی بی دویم سے موجود اور بوستان خان فرزند سردار بحالت حیات پدر فوت ہوا تھا۔

آٹھویں داستان حالات اولاد فتح شیر خان پلال

جو کہ فتح شیر خان ۱۸۰۵ء میں فوت ہوا تھا۔ بعد اس کے بموجب حصص تقسیم برادران وراثت پھوہار پر شاہ ولی خان بن فتح شیر خان اور بعد وفات شاہ ولی خان فیض علی خان فرزند اس کا ریاست پھوہار پر متمکن رہا، بعد وفات سردار فیض علی خان بابت ریاست پھوہار کے فرزندان سردار فیض علی خان میں تنازعہ واقع ہوا۔ سردار مرحوم کے نو فرزند حی قائم ہیں۔ راجولی خان، ازاد خان، عباس خان، غلام خان، امیر خان، عبداللہ خان، ارسلا خان، کرم خان، جمال خان۔ القصہ سردار گردوں وقار نے بعد سماعت عذرات فرزندان سردار مرحوم ۱۸۷۵ء میں جاگیر پھوہار بنام راجولی خان فرزند کلاں قائم رکھی۔ یہ سردار بعد قائم ہونے جاگیر کے ہیچو باپ اپنے کے سخی و حلیم مزاج ہے اور دامن اخلاق وسیع اور کشادہ اور مروت حد سے زیادہ رکھتا ہے۔

حالات بہرام خان بیتہ پلال

بہرام خان بن مرید خان قوم پلال صاحب حلم شیریں زبان تاریخ دان تنول ہے سرکار سے بموجب حقیقت موضع کھارن واسطے گزارہ خان موصوف کے معافی عطا ہوا ہے چنانچہ خان ممدوح اوپر دیہہ موضع کھارن کے قابض اور شب و روز باز یا دعا دولت سرکار دولتمند کے موظف ہے۔

حالات کرسی نشینانِ تنول

نمبر اول عالیجاہ نواب محمد اکرم خان رئیس انب، نمبر ۲، دوست محمد خان رئیس شینگری، نمبر ۳ عطا محمد خان جاگیردار بیڑ فوت ہوا۔ اب فرزند اس کا سلطان محمد خان بعمر سہ سالہ ہے۔

ابیات خاتمہ

زہے لطف و احسان پروردگار — ہوا ختم یہ نامۂ نامدار
عجب قصہ ہے اور عجب داستان — کریں گے اسے اہلِ دل حرزِ جان
قلم نے پرو دیا یہ ناسفتہ دُر — کیا دامنِ اہلِ انصاف پُر
شب و روز کوشش رہی متصل — ہوا تب یہ نامہ نظرگاہِ دل
نہیں نام کو فضلِ حق سے دروغ — جدھر دیکھئے راستی کا فروغ
ہوا جبکہ یہ نامۂ خوش تمام — مہینہ مئی تیسویں لا کلام
ہزار آٹھ سو ستر اور پنج سال — سنِ عیسوی تھی بلا قیل و قال
الٰہی برآئے مُرادِ مُراد — رہیں قدر دانِ سخن جملہ شاد

یہ نامہ رہے جاوداں یادگار رہائی ملے مجھ کو روزِ شمار

کروں تیری رحمت سے جنت کی سیر میرا خاتمہ ہو خدایا بخیر

نقل سلسلہ خاندان تناولیاں بطور شجرہ انساب

حضرت آدم[1] علیہ السلام کا بیٹا شیث[2] علیہ السلام اور شیث علیہ السلام کا بیٹا انوش[3]
اور انوش کا بیٹا قینان[4]، اور قینان کا بیٹا مہلائیل[5]، اور مہلائیل کا بیٹا بیارد[6]
اور بیارد کا بیٹا اخنوخ[7]، اور اخنوخ کا بیٹا متوشلخ[8]، اور متوشلخ کا بیٹا لامک[9]،
اور لامک کا بیٹا نوح[10]، اور نوح کا بیٹا سام[11]، اور سام کا بیٹا ارفخشد[12]،
اور ارفخشد کا بیٹا شالخ[13]، اور شالخ کا بیٹا غابر[14]، اور غابر کا بیٹا قانع[15]،
اور قانع کا بیٹا ارغو[16]، اور ارغو کا بیٹا شاروخ[17]، اور شاروخ کا بیٹا ناخور[18]،
اور ناخور کا بیٹا آذر[19]، اور آذر کا بیٹا ابراہیم[20] علیہ السلام، اور ابراہیم علیہ
السلام کا بیٹا اسحاق[21]، اور اسحٰق کا بیٹا یعقوب[22]، اور یعقوب کا بیٹا
یوسف[23] علیہ السلام، اور یوسف علیہ السلام کا بیٹا افراہیم[24]، اور افراہیم کا
فرزند نون[25]، اور نون کا فرزند یوشع[26]، اور یوشع کا فرزند سلطان[27] لاہر
عرف تومن خان اور سلطان لاہر کا فرزند سلطان[28] موہود، اور سلطان موہود
کا فرزند سلطان[29] برلاس، اور سلطان برلاس کا فرزند سلطان[30] ابراہیم، اور
سلطان ابراہیم کا فرزند سلطان[31] دریا، اور سلطان دریا کا فرزند
سلطان[32] ثانی، اور سلطان ثانی کا فرزند، سلطان[33] سنج، اور سلطان سنج کا فرزند

عبدالرسول[۳۴]، اور عبدالرسول کا فرزند سلطان[۳۵] بہرام دین خان، اور سلطان بہرام دین خاں کا فرزند سلطان[۳۶] انور خان، اور انور خان کا فرزند بھنگارا[۳۷] خان، اور بھنگارا خان کا فرزند بھیک[۳۸] خان، اور بھیک خان کا فرزند لکھن[۳۹] خان، اور لکھن خان کا فرزند چند[۴۰] خان اور سلطان چند خان کا فرزند بالا[۴۱] خان۔

شجرہ اولاد بالا خان

واضح ہو کہ بالا خان کے دو فرزند تھے امیر محمد[۱] خان و جمشیر[۲] خان، امیر محمد خان کو ہمشیرہ اس کی نے بیر دیو واسطے تعریف کے یعنی برادر قوت والا بزبان بت پرستاں کہا تھا اس واسطے بیر دیو مشہور ہوا اور بعضے جاہل لوگ نام بیر دیو کا سن کر بیان کرتے ہیں کہ بزرگان تنادلیاں کے بت پرستوں سے تھے، سراسر غلط، خود شجرۂ انساب سے ثابت ہے؛

امیر محمد خان کے چھ فرزند تھے

پال[۱] خان۔ ہند خان[۲]۔ ٹھکر خان[۳]۔ گل خان[۴]۔ بھوج[۵] خان، ارکن[۶] خان

اب یہاں سے شجرہ انساب اولاد پال خان و ہند خان کا بیان ہوتا ہے:۔

شجرہ اولاد پال خان پتہ پلال ۱۱ فرزند

دفر خان[۱]۔ بنیکر[۲] خان۔ موتی خان[۳]۔ جوکھا خان[۴]۔ بڈھی[۵] خان۔ بھس[۶] خان۔ سدا[۷] خان۔ جودہ[۸] خان باس[۹] خان۔ ہولی[۱۰] خان۔ ساہن[۱۱] خان۔

شجرہ اولاد ہند خان پتہ ہندوال چار فرزند

باہو خان[۱]۔ جلو خان[۲]۔ زمال[۳] خان۔ بھوزہ[۴] خان۔

اولاد فرخان پلال، چار فرزند
الیاس خان، شیخ پوچھو۔ بودلہ خان، زرین خان

اولاد بھوترہ خان ہندوال، تین فرزند
پیرو خان، جمو خان، حاری خان۔

اولاد الیاس خان پتہ پلال دو فرزند
زرین خان۔ سرگو خان

اولاد جمو خان پتہ ہندوال، ۵ فرزند
عبدو خان۔ لدھی خان۔ کجی خان۔ قاسم خان۔ بلو خان

اولاد پلال خان سے زرین خان کے اولاد ۴ فرزند
لابی خان، خان فروش خان۔ مرزا خان۔ مزید خان۔

پتہ ہندوال کجی خان، ۵ فرزند
کھکھر خان۔ منی خان۔ سنزک خان۔ دریا خان۔ دردیہ خان۔

پتہ پلال اولاد لابی خان، چار فرزند
ممارا خان۔ سید خان۔ ہبیس خان۔ میر خان۔

پتہ ہندوال اولاد منی خان، یک فرزند
چاڑا خان

پتہ پلال اولاد ممارا خان، تین فرزند
قبول خان۔ اگر خان۔ سلام خان۔

پتہ ہندوال اولاد چاڑا خان، پانچ فرزند
نطو خان، مالو خان۔ فروشا خان۔ شکر خان۔ اسمٰعیل خان۔

پتہ پلال اولاد قبول خان، پانچ فرزند
بہادر خان۔ صاحب خان۔ میر خان۔ وسیندا خان۔ نامدار خان۔

پتہ ہندوال اولاد نطو خان، چھ فرزند
رسول خان۔ میرو خان۔ خیرو خان۔ گوجر خان۔ سوہال خان۔ رحمت خان۔

پتہ پلال اولاد بہادر خان ، بارہ فرزند
زبردست خان عرف صوبا خان۔ ہمت خان۔ مغل خان۔ حاکم خان۔ مرزا خان۔ فتح خان۔ اصالت خان۔ شاہنواز خان۔ محمد یار خان۔ ذوالفقار خان۔ حافظ ضابطہ خان۔ ذدم خان۔

پتہ ہندوال اولاد گوجر خان ، یک فرزند
غیرت خان

پتہ پلال اولاد زبردست خان عرف صوبا خان ۔ بارہ فرزند۔
فتح شیر خان۔ گل شیر خان۔ سرافراز خان۔ محمود خان۔ شرف خان۔ (ایں پنج از یک مادر) محمد خان۔ احمد خان (ایں دو از یک مادر) ناصر خان۔ بلند خان۔ سمند خان۔ (ایں سہ از یک مادر) رحمت خان۔ رحم خان (ایں دو از یک مادر)

پتہ ہندوال اولاد غیرت خان ہندوال ، پانچ فرزند۔
گل محمد خان۔ جلال خان۔ فتح خان صالح خان۔ زین خان۔

پتہ پلال اولاد سرافراز خان ، تین فرزند
سربلند خان۔ مدد خان۔ باز خان

پتہ ہندوال اولاد گل محمد خان ، ۳ فرزند
بہرام خان۔ ہیبت خان۔ مست خان۔

پتہ پلال اولاد سربلند خان ، چھ فرزند
نواب خان۔ عنایت اللہ خان۔ شیر محمد خان۔ عطا محمد خان۔ سمندر خان۔ مہندا خان۔

پتہ ہندوال تفصیل اولاد ہیبت خان ، آٹھ فرزند
نواب خان۔ ہاشم علی خان۔ علی خان۔ ناصر علیخان نادر علیخان ، نجیم خان ، نصر اللہ خان ۔ قاسم خان۔

پتہ پلال اولاد نواب خان، چار فرزند دوست محمد خان۔ فتح محمد خان۔ بوستان خان امیر محمد خان۔	پتہ ہندوال اولاد نواب خان، سات فرزند پائندہ خان، مدد خان۔ امیر خان۔ آزاد خان (این چہار از یک مادر) اکبر علی خان (از یک مادر) متولی خان (از یک مادر) مصطفیٰ علیخان (از یک مادر)
	پتہ ہندوال اولاد پائندہ خان، ۵ فرزند جہانداد خان۔ شاہ پسند خان۔ ارسلا خان۔ فتح خان۔ بہادر خان۔
	پتہ ہندوال اولاد جہانداد خان، دو فرزند عالیجاہ نواب محمد اکرم خان، ریاست ہوتی پر قائم ہے، خطاب ایس آئی کا ہے۔ صفدر علی خان

تمام شد

ملنے کے پتے :

۱۔ غلام رسول خان، بمقام میراہ جلوال۔

۲۔ مولوی محمد یعقوب، بمقام بلولیاں، علاقہ کھن

۳۔ نور عالم، دکاندار، بمقام بھوئی گاڑ، نزد دربند کالونی

۴۔ مولانا محمد عبدالمالک صاحب، خطیب جامع مسجد نور محلہ مفتی آباد، مانسہرہ ہزارہ

۵۔ مولانا محمود شاہ صاحب، مدرسہ غوثیہ رضویہ اوگی بازار۔

۶۔ مکتبہ رضائے حبیب، مریدکے شیخوپورہ

تذکرۂ اکابرِ اہلسنت (پاکستان)

ترتیب : محمد عبدالحکیم شرف قادری

تقدیم : پروفیسر محمد مسعود احمد مدظلہ

اہل سنت وجماعت کے علماء اور مشائخ کا مقدس گروہ نامساعد حالات اور حوصلہ شکن مراحل کے باوجود پرچم اسلام بلند کرنے میں کوشاں رہا ہے۔ یہ انہی کی ضیاء بار تعلیم کا نتیجہ ہے کہ آج بھی ایسے افراد کی کمی نہیں ہے جو مقامِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نفاذ کے لئے سعیِ مسلسل کا عزم لئے ہوئے ہیں۔ یہ علماء ومشائخ ہی کا نورانی گروہ تھا جنہوں نے دینِ اسلام کے خلاف کی جانیوالی سازشوں کا قلع قمع کیا، گاندھی کی شاطرانہ چالوں کو ناکام بنایا، تحریکِ پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کیا، جہادِ کشمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، تحریکِ ختمِ نبوت میں حصہ لینے کی بنا پر قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں اور نظریۂ پاکستان کے تحفظ کے لئے پیش پیش رہے۔

ضرورت تھی کہ ان قدسی صفات حضرات کی مبارک زندگیوں کو صفحۂ قرطاس پر محفوظ کیا جاتا، تاکہ موجودہ اور آئندہ نسلیں ان کے ذکرِ جمیل سے قوتِ عزم وعمل حاصل کریں اور ملک وملت کی سربلندی کے لئے ان حضرات کے نقوشِ حیات کو اپنے لئے مشعلِ راہ بنائیں۔ اس ضرورت کے پیشِ نظر ڈیڑھ سو کے قریب اکابر اہلِ سنت پاکستان کے حالات مرتب کئے گئے ہیں امید ہے کہ تاریخ وتذکرہ سے دلچسپی رکھنے والے حضرات اسے پسندیدگی کی نظر سے دیکھیں گے۔

(عنقریب منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو رہا ہے)

مکتبہ قادریہ ، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

سیف الجبّار

از مولانا شاہ فضل رسول بدایونی قدس سرہٗ

مسلکِ اہلِ سنت حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طریقہ سے عبارت ہے۔ عشق فطرۃً غیور ہوتا ہے وہ سب کچھ جھیل سکتا ہے لیکن محبوب کی تنقیص برداشت نہیں کر سکتا۔ زمانہ کی ناہمواری اور ماحول کی عدمِ مساعدت کی پرواکیے بغیر نظر گستاخ کے گریبانوں پر ہاتھ ڈال دیتا ہے۔ شاہ فضل رسول قادری ایسے ہی باحمیت عاشق رسول تھے، توحید کے پردے میں تنقیصِ رسالت کا جو طوفان اٹھا تھا اسے فرو کرنے میں پیش پیش تھے۔ وقت کے قاضی، ناموسِ رسالت کے محافظ اور عظمتِ ولایت کے نگہبان تھے سیف الجبار ان کی ایسی ہی کاوشوں کا شاہکار ہے، شرف صاحب نے بڑے دلنشیں طرز میں شاہ فضل رسول قادری کی سیرت کے بکھرے ہوئے اوراق کو یکجا کیا ہے اور کتاب کے متعدد مقامات پر قابلِ قدر حواشی کا اضافہ کیا ہے۔

صفحات ۲۱۶، سائز $\frac{18\times22}{8}$ قیمت چار روپے پچاس پیسے

(تبصرہ ضیائے حرم، لاہور، نومبر ۱۹۷۳ء)

ہمارا اسلام (۵ حصے)

حضرت مولانا مفتی محمد خلیل خاں برکاتی مدظلہٗ نے ہمارا اسلام کے پانچ حصے تالیف فرما کر اہلِ سنت کی اہم ضرورت کو پورا فرمایا ہے اور اس میں انہوں نے اعمال، عقائد اور اخلاق سے متعلقہ مسائل کو بڑے دل نشیں انداز میں بیان کیا ہے، بچوں کی تعلیم کے پیشِ نظر تدریجاً مسائل بیان کئے ہیں، علمائے اہلِ سنت حفظ و ناظرہ کے بچوں کو پڑھا کر دینی معلومات میں اضافہ فرمائیں۔

قیمت حصہ اول: ۱/۵۰، حصہ دوم ۱/۷۵، حصہ سوم ۲/۲۵، حصہ چہارم ۲/۵۰،
حصہ پنجم ۲/۷۵ (مکمل سیٹ مجلد ۱۱/۲۵)

قابلِ مطالعہ کتب

باغی ہندوستان	۱۳ - ۵۰	رکن دین	۶ - ۰۰
تاریخ نشاولیاں	۳ - ۰۰	آزادی کی اَن کہی کہانی	۶ - ۵۰
سیف الجبار	۴ - ۵۰	سید احمد شہید کی صحیح تصویر	۲ - ۲۵
شواہد النبوہ	۱۸ - ۰۰	تبلیغی جماعت	۷ - ۵۰
اوراقِ غم	۱۸ - ۰۰	زلزلہ	۶ - ۰۰
انفاس العارفین	۲۰ - ۰۰	صرف ضیائی	۰ - ۷۵
تذکرہ علمائے اہلسنت لاہور	۱۸ - ۰۰	محمدؐ نورؐ	۱ - ۲۰
کربلا کا مسافر	۸ - ۲۵	شرح کریما	۳ - ۰۰
طیب الوردہ شرح قصیدہ بردہ	۱۵ - ۰۰	یادِ اعلیٰ حضرت	۲ - ۰۰
فوائد مکیہ مع حاشیہ لمعات شمسیہ	۵ - ۰۰	شاہ احمد نورانی	۳ - ۵۰
قادیانی کذاب	۲ - ۲۵	کریما، نام حق	۲ - ۰۰

اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی کی تصنیفات

الحجۃ الفائحہ	۰ - ۶۰	النیرۃ الوضیہ	۲ - ۰۰
ایذان الاجر	۰ - ۷۵	ختم نبوت	۶ - ۰۰
لمعۃ الضحیٰ	۲ - ۰۰	برکات الامداد	۰ - ۹۰
رادالقحط والوباء	۰ - ۹۰	الیاقوتۃ الواسطہ	۰ - ۶۰
احسن الوعاء	۳ - ۰۰		

ملنے کا پتہ: مکتبہ قادریہ، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور